درس حدیث

محمد اظہر مدنی

اسلام نے سب کی ذمہ داری طے کر دی ہے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے اپنے ماتحت لوگوں کے بارے میں پوچھا جائے گا پس لوگوں کا امیر ذمہ دار ہے اور اس سے عوام کے بارے میں سوال ہوگا اور گھر کا فرد اعلیٰ اپنے گھر والوں کی جانب سے جواب دہ ہے اور اس سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگراں ہے۔ اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ خبردار تم میں سے ہر شخص نگراں ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں سوال ہوگا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اس حدیث میں عہدہ اور انسان کی ذمہ داری کے بارے میں جواب دہی کو بیان کیا گیا ہے۔ چاہے وہ گھر کا پردھان ہو، یا اپنے غلام کا سرپرست ہو، چاہے عورت ہو، چاہے آدمی ہو، سب کو اس کی ذمہ داری کے بارے میں اپنی ذمہ داری کا احساس کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ بعض روایتوں میں ایسے حکمراں کے بارے میں زجر وتوبیخ کی گئی ہے جو اپنی ذمہ داری نبھانے میں کوتاہی اور غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کرتا ہے۔

معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جو حاکم مسلمانوں کے کسی گروہ پر حکومت کرتا ہے اگر وہ اس حالت میں فوت ہوا کہ ان کے ساتھ دھوکہ کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دے گا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

سماج میں رہنے والے ہر انسان کے حقوق ہیں چاہے عورت ہو یا مرد، غلام ہو یا مالک، میاں بیوی ہوں، یا بھائی بہن۔ اسلام نے سب کے حقوق اور ذمہ داری متعین کئے ہیں ان حقوق اور ذمہ داری کی ادائیگی سے ہی مسلم معاشرہ میں امن وسکون قائم رہ سکتا ہے۔ مالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں کے حقوق کو ادا کرے اور ماتحت لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آقا کی طرف سے دی گی ذمہ داریوں کو نبھائے۔ مرد کو عورت پر نگراں قوام بنایا گیا ہے، اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی بچوں کے حقوق کا خیال رکھے۔ مرد اور عورت کے مابین جدائی کی جو نوبت آتی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہوتی ہے کہ کہیں پر عورتوں کی طرف سے بے اعتدالی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور کہیں پر مردوں کی طرف سے بے اعتدالی کا مظاہرہ ہوتا ہے جب پانی سر سے اونچا ہو جاتا ہے تو طلاق جواب اور کوٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے دونوں کے حدود وحقوق متعین کر دیے ہیں اگر ان حقوق اور حدود کے مطابق عمل ہوا۔ اور دونوں میں سے ہر کوئی اپنی ذمہ داری کو ادا کرے گا تو زندگی کی پٹری برقرار رہے گی بصورت دیگر زندگی میں بے ثباتی اور بے چینی پیدا ہوگی۔ یہی حال اداروں اور دیگر افراد کا بھی ہے۔ حدیث کے پہلے حصہ میں امام کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ماتحت لوگوں کی خیر خواہی کرے، ان کے نفع ونقصان کا خیال رکھے۔ اسی طرح سے ماتحت لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ذمہ داری کو نبھائیں امامت وامارت کا عہدہ درحقیقت ایک ذمہ داری ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش بھی ہے۔ جو امام اور عہدیدار اپنی ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کرے گا وہ اللہ کے نزدیک محبوب اور ثواب کا حقدار ہوگا اور جو اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتے گا تو اس کو آخرت میں اللہ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کچھ لوگ عہدہ اور منصب کا طلبگار ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی کہ عہدہ اور منصب ایک ذمہ داری کے ساتھ اللہ کی آزمائش بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہدہ طلب کرنے والوں کو عہدہ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ منع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عہدہ کا حق دار وہی ہے جو اپنی ذمہ داری ادا کر لے جائے۔ ایک روایت میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! بلاشبہ ہم کسی ایسے انسان کو امیر نامزد نہیں کرتے جو امارت کا طلبگار ہو یا جو اس کی لالچ رکھتا ہو اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا ہم ایسے شخص کو عہدہ نہیں دیتے جو عہدہ کا خواہش مند ہو۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عہدہ اور منصب لووں کے حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے اسلام نے سب کی ذمہ داری اور جوابدہی طے کر دی ہے اس لئے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علی النبی

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی　مولانا شہاب الدین مدنی　ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی　مولانا طہ سعید خالد مدنی　مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

بدلِ اشتراک

سالانہ	۱۵۰/روپے
فی شمارہ	۷/روپے
پاکستان	۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

اسلامی ملک کا خواب مملکت سعودی عرب تعبیر ہے جو عالم میں انتخاب

دنیا میں بڑی بڑی شخصیات اور یگانہ روزگار رجال روز روز پیدا نہیں ہوتے، تاریخ ساز کارنامے، عظیم ترین خدمات، سنہرے واقعات اور عظیم الشان ممالک وبلدان آئے دن رونما نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ سنہرے اور عظیم کام کبھی کبھی، وقفے وقفے سے اور بڑی قربانیوں، جانفشانیوں، جدوجہد اور جان ومال کو نچھاور کرنے کے بعد انجام پاتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اور کسی نے کہا ہے کہ

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چا ہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

''وان لیس للانسان الا ما سعی''. ''کہ انسان کے لیے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی''۔ یہ تو مسلمات میں سے ہے۔ دنیا اور فاتحین عالم مر مر کر جئے ہیں اور جینے کے لیے مرتے رہے ہیں، تب وہ کسی قدر کامیاب ہوئے، خواہ کافر ومشرک ہوں یا مسلم۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ کونی اور کچھ شرعی ارادے ہوتے ہیں اور مختار مطلق ہونے کے ناطے اس کی اپنی مرضی ہوتی ہے۔ اور یوں بھی دنیا دار الاسباب اور وجوہ انقلاب سے مربوط ومضبوط بنائی گئی ہے۔ اسے لوگ خانوں میں بھلے بانٹ کر دیکھتے ہوں، مگر وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس کے پیچھے انسانی عزم وحوصلہ اور اس کی ہمت کی بلندی، شجاعت و بہادری، اس کے اخلاق وکردار، انتھک محنت، پیہم جدوجہد اور مسلسل کوششوں اور قربانیوں کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ جان ومال کھپانے اور گنوانے اور اس کے نذرانے پیش کرنے کے بعد ہی کچھ حاصل ہوتا ہے۔ اس کو اسباب وسامان، تمام ضروری آلات اور بہترین ومناسب حالات اختیار کرنے ہوتے

ہیں اور اگر وہ نامساعد اور خراب ہوں تب بھی بہتر حالات پیدا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سمندر چیرتے ہیں،کوہ سے دریا بہاتے ہیں اور اللہ جل شانہ نے جو اسباب وذرائع متعین فرمائے ہیں،ان کو بھرپور طور پر کام میں لاتے ہیں اور عظیم الشان تاریخ رقم کرتے ہیں۔حضرت اسکندر اعظم ذوالقرنین کے بارے میں اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا: ”واتیناہ من کل شئ سببا. فاتبع سببا“ (کہف:۸۴-۸۵)۔

کامیاب انسان ایک تو وسائل کا بہانہ نہیں کرتا ہے، دوسرے یہ کہ اگر وسائل میسر ہوں تو وہ انہیں کام میں لاتا ہے اور میدان میں پاؤں جماتا ہے۔اللہ والوں کا تو پوچھنا ہی کیا کہ وہ صورتِ خورشید جیتے ہیں، حالات وآلات اگر ان کا ساتھ نہ دے رہے ہوں تو بھی کبھی ادھر ڈوبے اور پھر سنبھل کر ادھر نکلے۔یا بلفظ دیگر وہ ڈوبتے ہی ہیں نکلنے اور واضح طور پر نمودار اور ظاہر ہونے کے لیے۔یا یوں کہئے کہ ان کا ڈوبنا بھی نکلے رہنے کی طرح ہے۔آفتاب کا کچھ یہی مزاج ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں سے ایک وہ دور بھی ہے جب یورپ کا مرد بیمار لائق تیمارداری بھی نہیں رہ گیا تھا۔مسلمانوں کا ہیرو اور یورپ میں اسلام کا نجات دہندہ مصطفیٰ کمال اپنے آقاؤں کے ساتھ مل کر خلافت کے بالکلیہ خاتمہ اور اسلامی شعائر وعلامات کو مکمل طور پر مٹا ڈالنے کا عزم اور تیاری کر چکا تھا، اس کے اس خوش نما، مگر پرفریب نعروں اور للکاروں کے زیر اثر پورا ترکی اور عالم اسلام اسے اپنا ہیرو مان کر اس کے پیچھے بھاگنے کے لیے پاگل ہورہا تھا اور سلفی اور گہری ایمانی ذہن ودماغ رکھنے لوگوں کو قدامت پسند اور حیض ونفاس اور صوم وصلاۃ کے عالم کا اتہام اور الزام لگا کر گم نام اور بے اثر کرنے کا جادو سر چڑھ کر بول رہا تھا اور یوں پورے عالم پر ادبار وافلاس کا منحوس سایہ پڑ چکا تھا۔مختلف یورپی اور مغربی ومشرقی استعمار تمام بلاد شرقیہ خصوصا بلاد اسلامیہ کو اپنا غلام بنا چکا تھا اور بڑی خونچکاں داستانیں رقم کر رہا تھا۔خود عالم اسلام کے قلب میں اسلامی خلافت کا چراغ گل ہو گیا تھا اور اس کا اپنا کارندہ اور پہرہ دار بیزار سلطنت عثمانیہ اور پیروکار استعمار برطانیہ ہو چکا تھا۔عرب قبائل کسی شمار وقطار میں نہ رہ گئے تھے۔وہ اقتصادی، معاشی، سیاسی، سماجی، جغرافیائی، بدوی وصحرائی اور تمدنی ہر سطح پر انتہائی پستی، جہالت، نکبت اور بسا اوقات ذلت اور بے وقعتی وبے بسی کا شکار تو تھے ہی، وہ اصل چیز دین وایمان اور شریعت وعقیدہ بلفظ دیگر اپنے حقیقی سرچشمۂ سعادت، خیر وفلاح کے منبع اور دنیا وآخرت میں کام آنے والے سودا کتاب وسنت سے دست کش ہو چکے تھے۔اللہ سبحانہ تعالیٰ کی توحید خالص اور رحمۃ للعالمین اور کائنات کے سب سے بڑے رسول وقائد کے اسوہ کو بھلا کر بچے کھچے دین کو خرافات وبدعات اور شرکیات سے بھر لیا تھا اور بدعت وجہالت، غلط رسوم ورواج، اختلاف، نفاق اور عداوت ودشمنی کی ساری سنتیں زندہ کر رکھی تھیں۔اگر کہیں اور کسی درجے میں تھوڑی سی غیرت وحمیت باقی بھی تھی، جس کی وجہ سے انتہائی ضعف ونقاہت کے عالم میں جاگتے اور جوش میں اٹھ کھڑے بھی ہوتے تھے تو اپنے خاندانی وقبائلی تنازعات اور اس میں شکست وریخت سے دوچار ہو کر اور فتح وکامرانی حاصل کر کے اپنے آپ کو اور زیادہ کمزور وبے بس اور اپنی غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ مضبوط کرتے جاتے تھے اور وہ اس طرح اپنا وقار واعتماد مکمل طور پر کھو چکے تھے۔اشراف عرب اب اپنی خلافت سے الگ ہو کر انگریز کا ایجنٹ وباجگذار بن کر شرک وبدعت اور تقلید کا قلادہ گلے میں ڈالے انگریز کی غلامی کا دبیز وغلیظ طوق وتعویذ گردن میں لٹکا کر اپنے آپ کو محفوظ ومامون اور فاتح ومظفر سمجھتے تھے اور آج کی طرح اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں، عربوں اور نجدیوں کی احیائے تحریک توحید خالص اور اتباع سنت کی مساعی کو کفر اور خود ان کو گستاخ رسول قرار دینے کے لیے ان کے خلاف دنیا کی ہر طرح کی افتراء پردازی اور اتہام بازی کو اپنا فریضہ سمجھتے تھے۔حد تو یہ ہوگئی تھی کہ حق جل شانہ کا حقیقی طور پر نام لینے پر ہی قصر اشراف سے لے کر تخت ملکۂ برطانیہ تک ان کے خلاف ریشہ دوانیوں سلسلہ جنبانیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا اور ان کی دار وگیر شروع ہو جاتی تھی۔اس توحید خالص کے مرکز مکہ مکرمہ میں عبادت تو دور کی بات ہے وہاں پہنچنے سے قبل ہی عالمی اعداء نجدی رپورٹنگ، مخبری اور شکایت شروع کر دیتے تھے، قبل از وقت ہی ایف آئی آر درج کر لی جاتی تھی، ان کی چارج شیٹ تیار رہتی تھی، ان کے خلاف وارنٹ جاری رہتا تھا اور ساحل جدہ، یلملم، جحفہ، ذوالحلیفہ اور ذات قرن پر پہنچتے ہی بلا مدعا علیہ کی موجودگی کے مدعی کے حق میں فیصلہ ہو جاتا تھا کہ وہابی قابل گردن زدنی اور لائق پابند سلاسل ہیں۔پس دیوار زنداں اور کال کوٹھری ان کا مقدر ہوتی تھی۔ایسا ظالمانہ برتاؤ تو قریش کے مشرکین نے بھی موحدین کے ساتھ صلح حدیبیہ میں نہیں کیا تھا، بلکہ اگر ”ھدیا بالغ الکعبۃ“ نہ ہونے دیا تو کم از کم وہاں قربانی کرنے، احرام کھولنے اور حلق وتقصیر تو اطمینان سے کرنے کے بعد ان کو ان کے گھروں کو بسلامت واپس جانے دیا۔

مگر واہ رے اسلام کے دعویداران وعلمبرداران! یہ سب کالے کرتوت کے باوجود بھی ظلم وطغیان کا ٹھیکرا انہی مظلومین کے سر پر آج بھی پھوڑا جا رہا ہے۔یہ داستان بڑی طویل ہے۔مولانا آزاد کی زبانی ان کے اپنے خاندان کی کہانی کی

روشنی میں اس داستان خونچکاں کو ملاحظہ فرمالیں کہ "صاحب البیت ادری بما فیہ" ۔گھر کے بھیدی ہونے کے ناطے بھی اوراس لیے بھی کہ اس سے مستندروایت کس کی ہوسکتی ہے؟ ورنہ عالم میں ہرطرف چرچہ میری داستان المناک ہے۔

چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

حالات کچھ ایسے ہی تھے جن کی طرف اشارات کیے گئے ہیں، بلکہ ان سے بھی سنگین ترین تھے۔ایسے میں نجد سے ایک مرد مؤمن، مجدد ملت اور شیخ الاسلام والمسلمین امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ اور دوسرے شیر خدا، صقر جہاں، کوہ گراں، عظمت نشاں، امام دوراں، مردآہن، بطل جلیل، فولادی بدن، انتہائی سخت جان، قوی الایمان، وقت کا سلطان، مملکت خداداد کا بانی ونگہبان، فاتح قلوب واذھان قبل الاراضی وبیابان، کتاب وسنت کے پیشوا، قیم دین وشریعت ،شعائر دین کے محافظ ونگہبان، بکھرے ہوئے، منتشر ومتشتت اور باہم برسرپیکار عرب کی شیرازہ بندی کرنے والا، موحد الجزیرۃ العربیہ واقوام عالم، قرآن و حدیث اوراسلامی شریعت کوفرسودہ کہنے والوں کو دنداں شکن جواب دیتے ہوئے سب سے قدیم، سب سے جدید اور سب سے زیادہ اقوام عالم کو فائدہ پہنچانے والے دین اوراللہ کی آخری کتاب کی حیثیت سے اسلام اور قرآن کو متعارف اور اقوام متحدہ میں بطور دستور سعودی عرب متعین کرانے والا مرد مجاہد و غازی اور قضیہ فلسطین کو عالمی مسائل میں سرفہرست رکھنے والا الملک المعظم ملک عبدالعزیز رحمہ اللہ افق عالم پرنجد سے نمودار ہوئے۔جنہوں نے اور جن کے بعد ان کے موحد اور امت کے لیے مخلص ابناء نے اپنے آباء واجداد کے مآثر ومناقب، محامد و اماثل اور اماجد کو حرز جان اور نشان بناتے ہوئے کبھی مردانہ وارمیدان میں مقابلہ کیا، کبھی الحرب سجال کی سنت کے مطابق بطور "متحرفا لقتال او متحیزا الی فئة" ہجرت ومہاجرت کی زندگی گذاری۔مختلف اماکن ومواقف میں ثابت قدم رہے، اپنے دعوتی، حکومتی اور انسانی مشن پررواں دواں رہے اور ہر طرح کی دینی وسیاسی یلغاروں اور اندرونی وبیرونی دشمنوں کا مقابلہ مردانہ وار کرتے رہے۔نہ سیاسی ودنیاوی معاملات کی وجہ سے دینی کاز کوموقوف ومتاخرو متاثر کیا اور نہ دینی کام کے لیے سیاست وسیادت اور قیادت کی باگ ڈور ڈھیلی کی۔گردش لیل ونہار، صروف اللیالی اور وقت کے طوفانوں سے کبھی نہ گھبرائے، نہ مضمحل ہوئے۔ایک طرف استعمار کا مقابلہ کررہے تھے تو دوسری طرف شریف مکہ اور تہامہ وحجاز کے غیر ملکیوں اور عجمیوں سے نبرد آزما رہے، تیسری طرف اندرونی وقبائلی سرداروں کو ایک طرف متحد ومتفق کرتے رہے، تو چوتھی طرف ان قبائل میں جوتفریق واختلاف کو ہوا دے رہے تھے ان سے نمٹتے رہے، تا آنکہ اللہ اکبر کے ساتھ الملک لله ثم لعبد العزیز کا نعرہ فاتحانہ اور علم توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصر ریاض پر آویزاں کردیا۔

اپنی حکومت کی بنیاد کتاب وسنت پر رکھی اور القرآن دستورنا والحدیث طریقتنا و شریعتنا واسوتنا شعار حکومت قرار پایا۔کتاب وسنت کی تعلیم کو عام کیا۔نماز باجماعت کو یقینی بنانے کے لیے نماز کے وقت تمام دفاتر، مکاتب، مدارس، محلات وقصور اور دوکان وکارخانے بند کرنے کے احکام صادر فرمائے۔حدود وقصاص جاری کیا اور اسلامی نظام قضا وافتاء اور اس کے متعلقات قائم کیے۔تعلیم کا فقدان تھا، اسے مفت جاری کیا۔تعلیم بالغاں کے لیے وہ سلطانی وقرآنی جذبہ وروح اور اصول اپنایا کہ اب وہاں کوئی ناخواندہ نہ رہا۔مفت تعلیم کے ساتھ تزکیہ اور طہارت قلوب واجسام کا وہ نظام واہتمام ہوا کہ قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہوگئیں۔حرمین شریفین جو دینی اعتبار سے پورے عالم اسلام اور ساری دنیا میں مسلمانوں کا مضبوط قلعہ ہیں خلافت عثمانیہ کے بے جان اور ختم ہوجانے کے بعد سیاسی اور حکومتی سطح پر بھی سارے مسلمانوں اور انصاف پسندوں کے لیے مرکز امید وبیم بن گئے۔آج جس طرح میڈیائی پروپیگنڈوں اور شیطانی ہتھکنڈوں کے ذریعہ اس مملکت پر مختلف قسم کے بے بنیاد اتہامات لگائے جارہے ہیں، اسی طرح فتح حجاز کے وقت بھی اس پر قتل وغارت گری کا اتہام والزام دھرا گیا، لیکن ان سب کی کذب بیانی قوم پر واضح ہوگئی۔اس طرح مملکت سعودی عرب کی شکل میں ہر اسلامی ملک اور شخصیات کو جہاں ایک مضبوط پشت پناہ مل گیا، قضیہ فلسطین کے کاز کو تقویت ملی اور جس کے آگے سپر پاورس کو جھکنے پر مجبور ہونا پڑا، وہیں جمہوری ملکوں کو ایک مضبوط، ایماندار، اصول پسند اور باوقار سلطنت حاصل ہوگئی۔انسانی واخلاقی بنیادوں پر انسانوں کو ایک دین پسند، امن پسند ملک اور عالمی مسائل کے حل کرنے کے لیے عظیم عادل ومنصف پڑوسی اور عالمی رکن کی شکل میں مملکت سعودی عرب مل گئی۔ ساری دنیا میں مصیبت زدہ لوگوں، مظلوم اقوام اور حادثات وسانحات کے شکار شعوب وقبائل کے لیے ایک مسیحا کی شکل میں خداداد ملک وجود میں آگیا اور اس طرح ان مظلومین ومنکوبین کو ہر جگہ کھڑا نظر آنے والا بے باک اور اسلامی وانسانی سیاست کا ماہر ومحنک مل گیا، جسے نہ خوف مال ومنال ہے اور جو نہ کسی سیاسی چال کو کامیاب ہونے دینے والا ہے اور نہ کسی طرح کے دباؤ اور ٹکراؤ کو برداشت کرنے والا ہے، جسے مملکت سعودیہ عربیہ کہا جاتا ہے۔صدیوں بعد

کتاب وسنت کی بنیاد پر قائم ہونے والا حقیقی اسلامی ملک نقشہ عالم پر ثبت ہوا اور اس نے ہر میدان میں اور ہر قدم پر اپنے اسلامی وانسانی انمٹ نقوش چھوڑے۔

مملکت سعودی عرب ساری دنیا میں اسلامی کاز اور علماء ودعاۃ کے لیے رحمت ثابت ہوتی رہی ہے۔ مصر، عراق، شام اور افریقہ سمیت دنیا کے مختلف خطوں میں دعاۃ پر جو مصیبت آئی اور وہاں جن حالات سے ان کو اور ان کی جماعت کو گذرنا پڑا، تو ''جو اماں ملی تو کہاں ملی؟'' اس مملکت کے علاوہ جائے فرار وقرار کہیں اور نہیں ملی۔

مملکت سعودی عرب اسلامی اور دینی کاموں میں قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرتی رہی اور حدود وقصاص اور شرعی احکام کے نفاذ میں مسلمان جس طرح دین سے دور رہے اور جس طرح پوری دنیا خصوصا مسلمان ممالک اور اس کے عوام اشتراکیت وراسمالیت کو اپنا کر فخر کرنے لگے اور ایک طرح سے ان پروپیگنڈوں کا شکار ہوئے کہ چودہ سو سال پرانا قانون نہیں چلے گا۔ ایسے میں اس نے عملا شرعی قانون نافذ کر کے دکھلا دیا اور اس کے اثرات ایسے ظاہر ہوئے کہ پورا عالم بشمول حاقدین وحاسدین مملکت بھی اسلامی قانون وشریعت کی افادیت وصداقت کے قائل ہو گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کو جو اپنوں اور غیروں کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے تھے ،ان کو تقویت اور حوصلہ ملا۔ یوں اسلام اور مسلمانوں کو ان کی رفعت شان اور عزت اور قوت وافادیت واہمیت اور ضرورت کا احساس دلا دیا۔

ہیگل اور لینن کے نظریات کے پرستار اور اس کے شکار کیا جانیں کہ روح اسلام اور قرآن کیا ہے اور کہاں ہے؟ اور کس ڈنکے کی چوٹ پر ایک مملکت نے وہ مکمل قرآنی وایمانی حکومت جو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہاں کے لیے لے کر آئے تھے، اسے عملا ثابت کر دکھایا اور یہ باور کرا دیا کہ اسلام صرف عرب، مسلمان اور کسی خطے کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت اور زبان ومکان کے لیے ہے۔ اگر یہ افادیت اس ملک کی اور احسان اس مملکت کا کوئی بھلاتا ہے یا اس پر پردہ ڈالتا ہے اور وہ اسے اپنی کجروی وکج فکری کی وجہ سے نہیں سمجھ پاتا ہے تو اپنا علاج خواہ بصارت کا ہو یا بصیرت کا خود کرائے اور اسلام اور مسلمانوں کو دوہرے بلکہ تہرے نقصان اور کشمکش میں مبتلا کرنے سے باز آئے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اور بنو امیہ کے بعد بعض دیگر ادوار کو چھوڑ کر سعودی دور حکومت میں اور مکمل حکومتی سرپرستی میں اسلام کی جو ہمہ جہت خدمات اور متنوع کارنامے انجام دیے گئے وہ عبر القرون کسی بھی حکومت وخلافت میں انجام نہیں پائے۔ کتابوں کے ترجمے وتالیف ہو، یا احیاء التراث الاسلامی ہو، یا اسے دنیا کے بہترین گٹ اپ اور شکل میں شائع کرنے کا اہتمام، آخر کون سا کام ہے جو یہاں انجام نہیں دیا گیا؟ مخطوطات سے لے کر موجودات تک کی طباعت کا کام اور وہ بھی تحقیق ودراسہ کاملہ کے ساتھ جو کچھ منظر عام پر آیا، ایک عالم نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ عصری تعلیم کے ساتھ دینی اسلامی تعلیم کا جو حسین امتزاج یہاں نظر آیا، مسلم امت اس مملکت علم وتحقیق ودین سے مالی تعاون حاصل کر کے پیسے کو پانی کی طرح بہا کر بھی تعلیم تو دور کی بات ہے نصاب تعلیم بھی نہ دے سکی۔ سعودی عرب کے نصاب کا چربہ نکال کر بھی خچر نصاب اور ''کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھول گیا'' کے مصداق ٹھہرے۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے کسی کام کے نہیں نکلے۔ عالم وفقیہ نہ تو شکلا وصورۃ اور نہ ہی اخلاقا وایمانا اور اصلاحا وصوابا بنا سکے۔ وہ علمی سطح پر انتہائی تہی دست لوگ ہیں جو نادان دوست اور جاہل بھائی کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ جن کی وجہ سے اسلام اور مسلمان بدنام ہوتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ رہ گیا دینی تعلیم کا مسئلہ تو عالم اسلام کے علماء کے کاموں کا علمی وتحقیقی، تربیتی، دعوتی واخلاقی اعتبار اور تزکیہ کے حساب سے جائزہ لیا جائے تو اس مملکت خدا داد ومملکت توحید وکتاب وسنت کی خدمات وجہود کے سامنے پورا عالم اسلام کوتاہ قد نظر آئے گا۔

اسی طرح اگر دنیا میں ہو رہے اسلامی کاموں اور خدمات کا جائزہ لیا جائے ہر میدان میں، خصوصا مسلم ممالک کی معنوی ومادی قوت فراہم کرنے کے حساب سے، تو نناوے فیصد ان معنویات ومادیات اور اخلاقیات کا حصہ مملکت سعودی عرب اور بعض عرب ممالک کے حکمرانوں، علماء اور اسخیاء ومحسنین کے حصے میں جائے گا۔

رہ گیا رفاہی، اغاثی اور ریلیف کا کام، تو اس میدان میں بھی اس کے ایسے نمایاں اور عظیم کارنامے ہیں جو سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ میں نے اس حوالے سے بار بار لکھا ہے اور جب لکھتا ہوں تو قلم وقرطاس اور زبان وقلم اطناب وتطویل کا شکار ہونے لگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مملکت سعودی عرب نے ہر جگہ کے مصیبت زدہ اور حالات کے مارے مسلمانوں اور عالم اسلام کے لیے آسمانی وزمینی فضائی وارضی مساعدات اور امداد کے جو پل بچھا دیئے ہیں اور ان کی طرف جو ضروری ساز وسامان سے لدے جہازوں کے دہانے کھول دیے ہیں وہ اپنی مثال آپ تو ہیں ہی، دیگر متاثرہ ومنکوبہ اقوام وشعوب اور قبائل کے لیے بھی پوری دنیا میں اپنی محلی اور گھریلو پیداوار کے حساب سے غذائی اجناس کی فراہمی اور انفاق کا جو سلسلہ جاری وساری اور قائم ودائم رکھا ہے، اس نے سارے عالمی ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ امریکہ سے لے کر یورپ

کے بہت سے ملکوں میں اس کے پیسے سے بنائے گئے دینی وایمانی اور تعلیمی مراکز قائم ہیں۔دنیا کا کوئی ایسا خطہ نہیں ہے جہاں کے مسلم طلبہ نے وہاں کے امداد وانتداب پر تعلیم حاصل نہ کی ہو۔اس نے اپنے عوام کو خوشحال، فارغ البال، مرفہ الحال اور علم وتربیت سے مالا مال رکھنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔اہل وطن کے لیے بے شمار مواقع مہیا کرائے، داخلی طور پر بھی اور خارجی سطح پر بھی۔اس کے بعثات اور طلبہ کے وفود بیرونی وامریکی ملکوں میں جوق در جوق جاتے رہے اور اصل عرب جہاں کہیں بھی اور جن ملکوں میں بھی گئے ان ملکوں میں اپنے اردگرد اور ماحول میں اچھے نقوش ثبت کیے۔

الغرض ہر میدان میں اس مملکت رشیدہ نے ہزار رکاوٹوں کے باوجود اپنے اخلاق وکردار اور دین وسیاست کے ذریعہ کارہائے نمایاں وبے مثال انجام دیئے، جو بسا اوقات دین وشریعت محمدی اور اخلاق وسیرت نبوی کا سطحی وناقص علم وفقہ رکھنے والوں کی سمجھ سے ورے ہیں۔اس لیے اس کی دین داری کو قدامت پسندی اور دنیا داری کو دین سے انحراف باور کرانے کی حماقت کرتے ہیں۔وہ نیک نیت ہونے کے باوجود بیجا خارجی فکر کی وجہ سے، یا پھر حسد کی آگ میں جلتے رہنے کے سبب داخلی غیض وغضب کا شکار ہوکر دلی غبار اور تعصب کا خمار ظاہر کرتے رہتے ہیں۔کیوں کہ

ولكن عين السخط تبدى المساويا

سرزمین غزہ وفلسطین میں اسرائیل کے ظلم وستم کا بازار گرم ہے اور اب انتہا کو پہنچ رہا ہے۔مسلمانوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کے ساتھ فراست مومنانہ سے کام لینا چاہئے۔تعصب ونفاق کو اپنی صفوں سے دور کرنا چاہئے۔اسرائیل اور صہاینہ کی کھلی جارحیت خصوصا قطر جیسے ملک پر حملہ کی بھرپور مذمت کے ساتھ عالم اسلام، تمام انصاف پسندوں اور عالمی قوانین کی دھجیاں اڑانے والے اور پورے عالم کو خرخشے میں ڈالنے والے مجرمین کو قرار واقعی سزا دی جانی چاہئے۔قضیہ فلسطین کے سلسلہ میں ہمیشہ کی طرح آج بھی مملکت سعودی عرب کے مومنانہ، انسانیت نواز اور عادلانہ وحوصلہ مندانہ اقدام، نیز قطر کے بارے میں اس کے اعلی ایمانی وانسانی جذبات اور حوصلوں کی قدر کی جانی چاہیے۔

پڑوسی ملکوں نیپال وغیرہ میں بھی اس وقت جس طرح کے حالات رونما ہیں اور پورا کا پورا نظام درہم برہم ہورہا ہے۔اس میں ہمہ جہت سدھار اور استحکام کی دعا واذکار کرنی چاہئے اور اس طرح کے انقلابات سے عبرت پکڑنے کا سامان کرتے ہوئے اسلام کے نظام معیشت وسیاست اور اس کے امن فارمولے اور احکام کو حرز جان بنانا چاہئے اور ہر اس اقدام سے بچنا چاہئے جس سے بدامنی کو راہ ملتی ہو اور انسانی بھائی چارہ کو دھچکا لگتا ہو۔

اس وقت ملک میں خصوصا بہار کے اکثر حصے میں خشک سالی کی سی کیفیت پیدا ہوتی جارہی ہے۔ندیاں اپنا برساتی من ومزاج بھلا چکی ہیں، چشمے خشک پڑے ہیں اور کسان اور ندی ونالے نالہ وشیون میں لگے ہیں۔جبکہ ملک کے کئی حصوں اترا کھنڈ، پنجاب، جموں وکشمیر، ہماچل پردیش وغیرہ میں ندیوں میں طغیانی ہے۔حتی کہ پہاڑ اور کوہ ودمن پر بھی پانی کی وجہ سے بستیاں کی بستیاں بہہ گئی ہیں اور جانی ومالی نقصانات کا تخمینہ ظن وتخمین سے زیادہ ہے۔ان آفات سماویہ وارضیہ کے سلسلہ میں ہمیں اپنا دینی ودنیوی اور مادی وروحانی محاسبہ کرنا چاہئے، عبرت ونصیحت کے سامانوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے، مصیبت زدگان ومتاثرین کے حوالے سے اپنی آزمائش وامتحان میں کھرا اور پاس ہونے کی فکر ہر وقت کرنی چاہئے۔

مدارس اسلامیہ جو دین کے قلعے ہیں، مساجد ومعابد جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے اور انسانیت سازی کی جاتی ہے، رحم وکرم کا درس دیا جاتا ہے، اس کے بارے میں حکومت کو کسی بھی اقدام سے پہلے سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور اسی طرح اہل مدارس کو جو ہدایات دی جاتی ہیں خصوصا اخلاقیات اور مدرسہ کے مالیات ومعنویات کے سلسلے میں اور جو فرائض ان پر عائد ہوتے ہیں، ان کو پورا کرنا چاہئے اور پوری شفافیت برتنی چاہئے۔اس مادی دنیا کی یلغار سے بچتے ہوئے ان دین کے قلعوں کے سلسلہ میں ہمیں اللہ سے ڈرنا چاہئے۔ان کے تحفظ وبقا کے لیے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور دیگر تمام تنظیمیں ہر سطح پر جو کوششیں کررہی ہیں ان میں ہاتھ بٹانا چاہیے، خصوصا وفاق کے تعلق سے اور مدارس کے لیے جاری کردہ رہنما ہدایات کے حوالے سے۔

اللہ جل شانہ اس مملکت خدا داد کو اور اس کے فرماں رواؤں اور خادم الحرمین الشریفین ملک سلمان بن عبدالعزیز آل سعود اور شہزادہ ولی عہد امین محمد بن سلمان آل سعود حفظہم اللہ وایدہم بنصرہ العزیز، تمام بلدان اسلامیہ، امن وانصاف پسند ممالک اور وطن عزیز کو قوت وتوفیق اور ہر طرح کے فوز وفلاح سے سرفراز فرمائے۔اور حاسدین وباغضین اور اعداء المسلمین کو توبہ کی توفیق دے اور ہدایت دے۔آمین وصلی اللہ علی النبی وسلم تسلیما کثیرا

☆☆☆

الشیخ/عبدالولی عبدالقوی، یوپی

اسلام میں سنت کی اہمیت

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد أن محمدا عبده ورسوله و بعد:

۞ سنت کی لغوی تعریف:

لغت میں ہراچھے اور برے طریقہ کوسنت کہتے ہیں۔

اسی معنی میں ارشادنبوی ہے:"من سن في الإسلام سنة حسنة فله اجرها و أجر من عمل بها بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء و من سن في الإسلام سنة سيئة كان عليه وزرها و وزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء" (مسلم۲۳۹۸)

جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو ایجاد کرنے والے کواپنے اجرو ثواب کے ساتھ اس پرعمل کرنے والوں کے اجروثواب سے بھی ملتا ہے البتہ عمل کرنے والوں کے اجروثواب سے کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو ایجاد کرنے والے کواپنے گناہ کے ساتھ عمل کرنے والوں کے گناہ سے بھی ملتا ہے البتہ عمل کرنے والوں کے گناہ سے کوئی کمی نہیں کی جاتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"لتتبعن سنن من كان قبلكم شبرا بشبر و ذراعا بذراع" تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقہ کی ٹھیک ٹھیک پیروی کروگے۔ (بخاری ۳۲۰۷، مسلم ۶۹۵۲)

۞ سنت کی اصطلاحی تعریف:

محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہر قول، فعل، تقریر اور نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو سنت کہتے ہیں۔ (قواعد التحدیث من فنون مصطلح الحدیث ۳۵-۳۸)

اس مفہوم میں بعض اہل علم کے نزدیک لفظ سنت لفظ حدیث کے مترادف ہے اور ہرایک کا اطلاق ایک دوسرے پر ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قمطراز ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے:

محدثین کی اصطلاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہر قول، فعل، تقریر اور نبوت سے پہلے یا اس کے بعد کی تخلیقی یا اخلاقی کیفیت یا سیرت کو سنت کہتے ہیں۔ (فتاوی ابن تیمیہ ۱۸/۶-۱۰)

قول سے مراد امور شرعیہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔

جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "انما الاعمال بالنيات و انما لكل امر ما نوى" (بخاری، مسلم) اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے، جس کی اس نے نیت کی۔

نیز فرمان نبوی: "البيعان بالخيار ما لم يتفرقا" (بخاری۱۹۷۳، مسلم ۳۹۳۷) خرید وفروخت کرنے والوں کو (بیع کے فسخ کرنے کا) اختیار ہے جب تک جدا نہ ہوں۔

فعل سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات وغیرہ ہیں جن کی کیفیت، تعداد، مقدار اور وقت وغیرہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہم تک نقل کیا ہے جیسے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز، حج، عمرہ، روزہ وغیرہ کا طریقہ۔

تقریر سے مراد صحابہ کرام سے صادر ہونے والے وہ افعال ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور رضامندی خاموشی اختیار کی یا اسے اچھا گردانا اور اس کی تائید کی۔

جس کی مثال مندرجہ ذیل روایت ہے:

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز فجر کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا: صبح کی نماز دو رکعت ہے، تو اس آدمی نے کہا: میں نماز فجر سے پہلے کی دو رکعت سنتوں کو نہیں پڑھ پایا تھا، تو اب میں ان کو پڑھ رہا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہوگئے۔ (صحیح ابوداؤد ۱/۲۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بار ضب (سانڈا) کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھایا، بعض صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس کا کھانا حرام ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا، و لكنه ليس بأرض قومي فأجدني أعافه" نہیں، لیکن چوں کہ یہ میرے قبیلہ (قریش) کی سرزمین مکہ مکرمہ میں نہیں ہوتا ہے اس لئے میری طبیعت اس کے کھانے کو ناپسند کرتی ہے۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی جانب کھینچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھایا۔ (بخاری ۵۳۹۱، مسلم ۵۱۴۶)

۞ سنت رسول کی اطاعت واجب ہے:

سنت رسول حجت ہے اور اس کی اطاعت واجب ہے، کیوں کہ دین اسلام کے اصل ماخذ دو ہی ہیں، ایک قرآن کریم، دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

اہل سنت والجماعت کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ سنت رسول کی ایک مستقل شرعی حیثیت ہے، اتباع سنت جزء ایمان ہے، سنت کے بغیر قرآنی احکامات وتعلیمات کی معرفت ممکن نہیں ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کو مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔

چنانچہ ایک آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) ''اور جو چیز رسول تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ''۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹) ''اے ایمان والو! فرماں برداری کرو اللہ تعالی کی اور فرماں برداری کرو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تم میں سے اختیار والوں کی، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تمہیں اللہ تعالی پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے''۔

چوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالص منشأ الٰہی ہی کا مظہر ہیں، اس لئے اللہ تعالی نے اپنے ساتھ رسول کے حکم کو بھی مستقل طور پر واجب الاطاعت قرار دیا اور فرمایا کہ رسول کی اطاعت دراصل اللہ ہی کی اطاعت ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ''جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ حدیث بھی اسی طرح دین کا ماخذ ہے جس طرح قرآن کریم۔ (تفسیر احسن البیان ۱۱۲)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ اللہ تعالی کے فرمان: ﴿مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) [جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلمکی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریعی حیثیت ومنزلت کی بابت فرما رہا ہے کہ جس نے اس کی اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی بلاشبہ اس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی، یہ اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ وہی کچھ فرماتے ہیں جو ان پر وحی کی جاتی ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر ص ۳۴۵)

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾ (الانفال: ۲۴) ''اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو جب وہ تم کو ایسے کام کے لئے بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان رکھو کہ اللہ تعالی آدمی اور اس کے دل کے درمیان آڑ بن جایا کرتا ہے اور بلاشبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے''۔

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱) ''کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے''۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ''یہ آیت کریمہ ہر اس شخص کے بارے میں فیصل ہے جو اللہ کی محبت کا دعویدار ہو لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ پر نہ ہو، تو وہ اپنے دعوی محبت میں جھوٹا ہے، یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین وطریقہ کی اپنے تمام تر اقوال وافعال میں پیروی کرے۔'' (تفسیر ابن کثیر طبعہ دار السلام ص ۲۳۶)

الشیخ علی محفوظ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اللہ سبحانہ وتعالی نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنی محبت کی نشانی قرار دیا ہے، چنانچہ جو شخص رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہ کرے اور اللہ تعالی کی محبت کا دعوی کرے تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ تعالی کی نافرمانی ہے۔'' (الابداع فی مضار الابتداع ص ۱۵)

ارشاد نبوی ہے: ''لا یومن أحدکم حتی أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین'' ''کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام تر لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں''۔ (بخاری/ الایمان ۱۵، مسلم/ الایمان ۴۴)

امام خطابی رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اس کا معنی یہ ہے کہ تم میری محبت میں سچے نہیں ہوسکتے ہو یہاں تک کہ میری اطاعت میں اپنی جان کھپا دو اور میری رضا کو اپنی خواہشات پر ترجیح دو گرچہ اس میں تم ہلاک کیوں نہ ہوجاؤ۔'' (شرح النووی علی صحیح مسلم ج ۱/ ۱۹)

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ

فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً﴾ (النساء:٦٥) سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کردیں، ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کرلیں۔

نیز فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً﴾ ”اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ و رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا (یاد رکھو) اللہ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا“۔ (الاحزاب:٣٦)

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”من أطاعني فقد أطاع الله و من يعصني فقد عصى الله و من يطع الأمير فقد أطاعني و من يعص الأمير فقد عصاني“ جس نے میری اطاعت کی درحقیقت اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی دراصل اس نے اللہ کی نافرمانی کی، جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔ (بخاری /٢٩٥٦، مسلم/١٨٣٥)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک انتہائی بلیغ وعظ فرمایا جس سے دل ہل گئے، آنکھیں اشکبار ہوگئیں، ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے، لہذا آپ ہمیں وصیت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أوصيكم بتقوى الله و السمع و الطاعة و ان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ و اياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة“

میں تمہیں اللہ کے تقوی اور سمع وطاعت کی وصیت کرتا ہوں، گرچہ حبشی غلام ہی تمہارا امیر کیوں نہ ہو، کیوں کہ تم میں سے جو میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا، لہذا تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اسے مضبوطی سے تھام لو اور اسے دانتوں سے خوب اچھی طرح جکڑ لو اور اپنے آپ کو نئی ایجاد شدہ بدعتوں سے بچاؤ، کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ ابوداود/ السنة ٤٦٠٧، ترمذی ٢٦٧٦، مسند احمد ٤/ ١٢٦، مستدرک حاکم ١/ ٩٧ ح ٣٣٢، شعب الایمان ٦/ ٦٧ ح ٧٥١٦، (صحیح) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح ١/ ٣٦ ح ١٦٥، صحیح الترغیب والترہیب ١/ ١٢٣، سلسلة الاحادیث الصحیحة ٦/ ٢٣٨

امام ابن رجب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں اس بات کا حکم ہے کہ اختلاف وافتراق کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا جائے، اور سنت اس راستہ کو کہا جاتا ہے جس پر چلا جائے اور یہ حکم عقائد، اعمال اور اقوال سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کے طریقہ کو مضبوطی سے تھام لینے پر مشتمل ہے اور یہی کامل سنت ہے۔“ (جامع العلوم والحکم ص ٣١٥)

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **”ألا! هل عسى رجل يبلغه الحديث عني وهو متكي على أريكته فيقول: بيننا بينكم كتاب الله فما وجدنا فيه حلالا استحللناه و ما وجدنا فيه حراما حرمناه و ان ما حرم رسول الله كما حرم الله“**

خبردار! قریب ہے کہ اپنے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے کسی شخص کو میری طرف سے کوئی حدیث پہنچے تو وہ کہے: ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب (ہی فیصل) ہے، لہذا جو اس میں ہم نے حلال پایا اس کو ہم نے حلال جانا اور اس میں جو ہم نے حرام پایا اس کو حرام گردانا، یاد رکھو جس چیز کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا ہے۔ (ترمذی/ العلم ٢٦٦٤، ابن ماجہ مقدمہ (١٢) دارمی ١/ ١٥٣، (صحیح) دیکھئے: صحیح الجامع ٢٦٥٧)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **”ترکت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنتي“** میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ایک اللہ کی کتاب، دوسرے میری سنت، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے کبھی بھی گمراہ نہیں ہوگے۔ (مؤطا مالک/ القدر، مستدرک حاکم ١/ ١٧٢، (حسن) دیکھئے: مشکاۃ المصابیح ١/ ٤٠ ح ١٨٦)

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ سنت نبویہ کی ایک مستقل تشریعی حیثیت ہے، اس کی اتباع ہر مسلمان پر فرض ہے، سنت رسول کے بغیر اسلامی عبادات واحکام کی معرفت ممکن نہیں ہے، قرآن کریم کی طرح سنت نبویہ بھی شرعی دلیل اور حجت ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”کوئی بھی مسلمان دو عظیم بنیادی چیزوں کے بغیر ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾ [الفاتحة:٥] کے تقاضوں کو پورا نہیں کرسکتا ہے، ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور دوسرے اللہ سبحانہ وتعالی کے لئے اپنی عبادات کو خالص کرنا۔“ (مدارج السالکین ج ١/ ٨٣)

امام ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ قمطراز ہیں:

”توحید دو ہیں ان دونوں پر عمل کئے بغیر بندہ مسلم کو اللہ کے عذاب سے نجات

نہیں ہے ایک تو مرسل (اللہ) کو ایک قرار دینا، دوسرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو ایک گرداننا، نہ تو ہم دوسروں کے پاس اپنے فیصلوں کو لے کر جائیں اور نہ ہی دوسروں کے فیصلوں سے راضی ہوں۔'' (شرح العقیدۃ الطحاویہ ص ۱۸۸)

۞ جملہ اعمال کی قبولیت کا دارومدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمکی پیروی پر ہے۔

جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **''من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد''** جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود، غیر قابل قبول ہے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''بندہ مسلم کے اقوال وافعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر تولے جائیں گے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے میل کھائے تب تو عند اللہ مقبول ہونگے ورنہ اس کے کہنے اور کرنے والے ہی پر واپس لوٹا دئے جائیں گے'' (تفسیر ابن کثیر ۶/۹۰ طبعہ دار طیبۃ)

امام ابن رجب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: ''جس طرح ہر وہ عمل جس سے اللہ کی رضا وخوشنودی مطلوب نہ ہو، اس کے کرنے والے کے لئے اس میں کوئی ثواب نہیں ہے، اسی طرح ہر وہ عمل جو اللہ ورسول کے حکم کے خلاف ہو تو وہ عمل کرنے والے پر لوٹا دیا جاتا ہے۔'' (جامع العلوم والحکم ۷۷)

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اپنے دل کو سنت پر جمالو، جس کام سے صحابہ کرام رک گئے اس سے تم بھی رک جاؤ، سلف صالحین کی راہ کے راہی بنو کیوں کہ تمہارے لئے بس وہی کام کافی ہیں جو ان کے لئے کافی تھے وہی باتیں کہو جو انھوں نے کہیں اور وہ مت کہو جو انھوں نے نہیں کہیں، اگر کوئی کام بھلائی کا ہوتا تو اسلاف کو چھوڑ کر صرف تمھیں اس کے ساتھ خاص نہیں کیا جاتا''۔ (اعلام الموقعین ۴/۱۵۲)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کا اتفاق ہے کہ جب سنت رسول واضح ہو جائے تو کسی کے قول کی وجہ سے اسے چھوڑنا جائز نہیں ہے''۔ (الروح لابن القیم ص ۲۶۴)

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''کوئی ایسا کام جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا ہو میں نے اس پر ضرور عمل کیا، کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ اگر میں سنت رسول پر عمل نہ کروں تو کہیں گمراہی کا شکار نہ ہو جاؤں''۔ (بخاری ۱۱/ ۱۸۸ ا مسلم ۱۲/ ۲۱)

ابن بطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو سنت رسول کی خلاف ورزی کی صورت میں اپنے اوپر گمراہی کا ڈر محسوس کرتے ہیں، تو اس دور کے لوگوں کے تعلق سے کیا کہا جاسکتا ہے جو نبی، ان کے حکموں اور سنتوں کا مذاق اڑاتے اور ان کی مخالفت پر فخر کرتے ہیں''۔ (الابانہ ۱/۲۴۶)

۞ سنت رسول کی اتباع دخول جنت کا سبب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''كل أمتي يدخلون الجنة الا من أبى قالوا : يا رسول الله و من يأبى؟ قال من أطاعني دخل الجنة و من عصاني فقد أبى'' ''میری امت کا ہر شخص جنت میں داخل ہو جائے گا سوائے اس شخص کے جو انکار کرے، صحابہ کرام نے پوچھا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اسی نے جنت میں جانے سے انکار کیا''۔ (بخاری/ الاعتصام ۷۲۸۰)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سنت کو مضبوطی سے پکڑنا باعث نجات ہے۔'' (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی ۱/۵۶/ ۱۵، أحادیث فی ذم الکلام و أہلہ ۵/ ۶۵)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''سنت کشتی نوح ہے، جو اس پر سوار ہو گیا بچ نکلا اور جو نہ سوار ہوا ہلاک ہو گیا''۔ (ذم الکلام وأہلہ ۵/ ۸۱)

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ کر غیروں کے طریقہ کو اپنانے والا خود کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہے۔

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قد تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدى الا هالك'' میں تمہیں ایک روشن راستہ پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح روشن ہے، میرے بعد اس سے وہی شخص انحراف کرے گا جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والا ہوگا۔ (صحیح ابن ماجہ ج ۱/۱۳ ح ۴۱، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ ۲/۶۱۰ ح ۹۳۷)

بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا:

''فمن رغب عن سنتي فليس مني'' جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔ (بخاری/ النکاح ۵۰۶۳، مسلم/ النکاح ۱۴۰۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے میرا طریقہ چھوڑ دیا اور دوسروں کا طریقہ اپنایا تو وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔'' (فتح الباری ج ۹/ ۷)

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں سنت کے مقام اور اس کی تشریعی حیثیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

جماعت اور نظم جماعت

وعن أَبي الدرداءِ قالَ: سَمِعتُ رسولَ اللّٰه ﷺ يقول: مَا مِن ثَلاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلا بَدْوٍ لا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلاةُ إِلَّا قدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، فَعَلَيْكُمْ بِالجَمَاعَةِ، فَإِنَّمَا يأْكُلُ الذِّئْبُ مِنَ الغَنمِ القَاصِيَةَ رواه أبو داود والنسائي واللفظ لهما، واحمد باختلاف يسير .

صحابی رسولؐ ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا ’’کسی بھی گاؤں یا بستی میں تین فرد بھی ہوں اور ان میں نماز باجماعت قائم نہ ہو تو شیطان ان پر مسلط ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم جماعت کو لازم پکڑو۔ کیوں کہ بھیڑیا ہمیشہ اکیلی رہنے والی بکری کو ہی کھاتا ہے۔‘‘

معلوم یہ ہوا کہ تین آدمی ہوں تب بھی جماعت بنالینا ضروری ہے۔ ایک آدمی بھی پیچھے رہ گیا تو وہ گنہگار اور شیطان کا شکار ہے۔ ایسا شکار نہیں کہ گولیوں کا نشانہ بن جائے اور بس بلکہ اس کے افکار و خیالات، اس کے اعمال و کردار اور تصرفات سب شیطان کے تابع ہو جاتے ہیں اور وہ گھر سے لے کر دنیا جہان تک اس منفی اور شیطانی خیالات، وسوسے اور یلغار کا شکار ہو جاتا ہے۔ جماعت سے اس کی ادنیٰ علیحدگی اور دوری اسے ہر جگہ بیکار کر دیتی اور یکہ و تنہا چھوڑ دیتی ہے۔ جماعت عبودیت خالصہ اور عبادت محضہ کے سوا کچھ نہیں۔ یہاں کسی کا کچھ بھی مطالبہ نہیں ہوتا کہ وہ اس کی متابعت کرے، اس کے خیالات، مشوروں، احکام، ڈکٹیٹری اور منمانی کاموں کی تائید کرے۔ وہ عبادات محضہ اور عبودیت خالصہ کے جذبے سے ہی مسجد آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر اور اس کی خوشنودی کے لیے گویا ساری دنیا سے کٹ کر **حنیفا مسلما** کی عملی تصویر بن جاتا ہے اور ہر طرح کے شرک اصغر و اکبر سے مجتنب اور تابع فرمان۔ اس میں اس کو رخصت اور اختیار نہیں کہ وہ جماعت قائم کرنے میں رکن رکین کا کردار ادا کرے اور لابدی طور پر اس کا سرگرم رکن اور فرد بنے، تا آنکہ جماعت قائم ہو جائے۔ اور اس عمل سے اس کے یقین کو پختہ کر دیا جاتا ہے کہ امام کی متابعت فرض ہے، خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے اور اسی کے حکم کے مطابق اور اس کے لیے زبان ہلانی ہے، ’’التحیات للہ‘‘ کے بموجب اسی کے حکم کی تعمیل میں اور اسی کے لیے نماز میں سارے حرکات وسکنات اور ھیئات و کیفیات انجام دینے ہیں، اور اسی کے فرمان کے مطابق اور اسی کی خالص رضا اور خوشنودی کے لیے اپنے سارے تصرفات اور اعمال بجالانے ہیں۔ ’’والصلوات‘‘ کی روشنی میں اسی اللہ کے امر کا مامور بن کر رہنا ہے اور جانوں کا نذرانہ جس طرح قول وقرار اور زبان کے ذریعہ پیش کر رہے تھے، ہر جگہ اسی طرح اس زبان سے پیش کرتے رہنا، رطب اللسان رہنا اور ذکر وفکر آخرت میں لگے رہنا ہے۔ مالی عبادات کو بھی اسی کے تابع فرمان رہنا ہے۔ ’’والطیبات‘‘ میں اسی کی تاکید ہے۔ جو ہر نماز میں بندہ اپنے رب سے اقرار کرتا ہے۔ خصوصا نماز کو قائم کرنے کے لیے اپنے آپ کو اتنا تابع فرمان کر لینا ہے کہ امام کی مکمل پیروی کرنی ہے۔، ان سے سیکھنا ہے، اور دنیا جہاں اور دین وایمان کے معاملے میں بلا قائد وامیر اور رہنما ایک منٹ بھی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ زندگی گذارے۔ جس طرح مسجد میں اور وہ بھی صلوۃ جیسی عظیم عبادت میں امام کے پیچھے رہنا اور اس کی مکمل تابعداری کرنی ہے اسی طرح اس کی عزت وتوقیر اور پیروی بھی اتنی ہی زیادہ کرنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا دل، اسی کے دربار میں لگا ہوا دل اور اسی کے سامنے جھکا ہوا سر امام کے ادنیٰ اشارے پر چھوڑ دینا ہے۔ حالانکہ ابھی قرآن کی تلاوت وسماعت سے قلب ودماغ کو مسحور کرنے کا وقت آیا ہے اور محویت، فدائیت اور لذت عبادات اپنا تمام تر تازگیوں اور طراوتوں کے ساتھ جسم وروح پر طاری ہونے لگی ہے کہ امام صاحب نے سجدہ سے سر اٹھالیا اور ابھی مناجات حقیقی اور قرب الٰہی کے مطلوبہ عظیم لذات سے سرشار ہی ہو رہے تھے اور اس اندیشے سے کہ ایسی آشنائی اور نزدیکی پھر رہے نہ رہے، جس کے لیے ہی تو اس کے دربار میں ’’حی علی الصلوۃ‘‘ کی نداء پر اور ’’حی علی الفلاح‘‘ کی صدا پر لبیک کہا تھا، اس میں مشغول اور مسجود ومستغرق تھے کہ امام کی طرف سے اشارہ مل گیا اور اس کی آواز کانوں سے ٹکرائی اور ایسی محویت، مسحوریت اور عبودیت سے جدا کون ہوتا ہے؟ اس میں دنیا کی ادنیٰ آمیزش نہیں، نہ من کا، نہ مزاج کا، نہ کنبہ کا، نہ علاقائیت کا، نہ حسد کا، نہ تکبر کا، نہ تعصب کا اور نہ ہی کسی طرح کی انانیت اور عزت نفس کا بلکہ سب کچھ رب العالمین پر نچھاور کیا جا چکا ہے، چنانچہ امام کا اشارہ ملتے ہی اس لذت آشنائی کو چھوڑ کر دوسری طرف ذہن ودماغ کو منتقل کرنا، پھر اس کی دوسری آواز پر کان دھرنا اور اس کا مامور ہی نہیں مقتدی بننا ہی عین عبادت ٹھہرا اور جماعت قائم کرنے اور اس کا ممبر بننا ایمان کا لازمہ اور شیطان سے عداوت قرار پایا۔ اس کی انتہائی توجہ ساری خواہشات اور عیش وآرام کو تج دینے ، جماعت میں مل جانے ، اس کا ایک اولین حصہ بلکہ ’’السابقون الاولون‘‘ بننے اور کم از کم تکبیر تحریمہ چھوٹنے نہ پائے پر مرکوز ہوتی ہے کہ بدقسمتی سے پہلے حاضر نہ ہو سکے، کسی

وجہ اور خالص شرعی عذر کے سبب ایسا نہ ہوسکا کہ اولین اور مبکرین میں جگہ پا سکے، پہلے سے ہی جماعت کی تشکیل اور تکوین کے لیے دامے درمے سخنے گفتنے قدمے حصہ نہ لے سکے تو جماعت کھڑی ہونے کے ساتھ تکبیر تحریمہ اور امام و قائد کے پہلے جملے پر ہی لبیک کہے اور متابعت کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر اس کا ایک حصہ ضرور بن جائے اور اگر کسی عذر و مجبوری کی وجہ سے یہ بھی نہ ہو سکے تو جماعت کھڑی ہونے اور جماعت بن جانے کے بعد ہی پوری حرص ولالچ اور انتہائی خواہش اور طلب کے ساتھ اس جماعت کا سرگرم اور فعال رکن اور حصہ ضرور بن جائے۔ اور اس کی کیفیت اور جذباتیت ویسی ہو جو پیچھے رہ جانے والے صحابہ کرام کی تھی جو مسجد میں داخل ہوتے ہی جماعت کے پیچھے سے ہی نماز میں داخل ہونے کا کردار ادا کرنے لگے، وفور شوق کا یہ انداز گرچہ ڈسپلن، طریقہ کار، وقار، نظم جماعت اور اس کی اجتماعی شکل وصورت اور ہئیت کذائی سے میل نہیں کھاتا اور دور سے ہی جماعت کا حصہ بننے کی کوشش جس طرح جماعت سے نہ جڑنے کے پاداش میں بھیڑیا کھا جانے، شیطان کے قبضہ جما لینے اور ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنا لینے کی وجہ سے مقبول بارگاہ الٰہی اور طریقہ جماعت مصطفوی کے منافی ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی نگاہ میں یہ جذبہ ہر طرح سے لائق قدر ہے۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ اس جذبے میں مزید اضافہ وزیادتی اور فراوانی ہونی چاہئے۔ اللہ کرے ذوق وشوق اور زیادہ۔ مگر ایسی حرکت دوبارہ سرزد نہیں ہونی چاہئے، مبادا جماعت کا دلدادہ ومحبّ ہونے کے باوجود کٹا ہوا اور الگ ہونے کے پاداش میں اس کی جماعت، اجتماعیت اور صف بندی میں اور اس کے بنیان مرصوص ہونے میں فرق پڑ جائے اور صف میں مل جل کر ایک امام کے پیچھے مہذب، منظّم، مرتب اور مرصوص شکل میں ہونے کے باوجود ادنیٰ خلل ہونے کی وجہ سے دلوں میں دراڑ پڑ جائے۔ اس لیے جماعت میں ملنے کا شوق وذوق، جدو جہد، حرص شدید اور جذبہ ومحبت تو اس سے بھی زیادہ ہونی چاہئے۔ دعائے نبوی بھی مل رہی ہے اور اس کی ایسی شکل جس سے اجتماعیت و جمعیت سے ادنیٰ دوری ہو تو ہزار اخلاص اور اس کے مظاہرے کے باوجود دور دور سے سپورٹ، اخلاص اور شمولیت قبول نہیں۔ اب بتایئے کہ اگر کوئی جماعت ہی قائم کرنے نہ آئے، جماعت کے قائم ہونے کے بعد نہ آکر ملے، تھوڑی دیر ہی سہی اس کا حصہ نہ بنے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ اس کی ایک کجروی اور کاہلی جماعت ہی قائم نہیں ہونے دے گی، یا قائم شدہ مضبوط جماعت کو عیب دار کردے گی اور وہ خود برباد ہوجائے، اسے کوئی نہ کوئی اچک لے جائے گا اور بہکا پھسلا اور شکار کر لے جائے گا۔ آپ ذرا غور کریں اگر وہ ایسی جماعت کا حصہ ہی نہ بنے بلکہ اس میں پہلے سے کمزوری، بے اثری، بے فیض، غیر فعال، بے حال و بدحال اور دیگر اتہامات لگاتے ہوئے کہہ دے کہ دو تین جاہل ہیں جو مسجد میں آتے ہیں، امام اندھوں میں کانوں ہے، مسجد تک قاعدے کی نہیں، امام چند ٹکوں کا ہے، پاور فل نہیں ہے، بے حیثیت ہے، یا یوں ہے، یوں نہیں ہے۔ نیز جماعت سے الگ بھی رہ جائے، بلکہ یہ مشن بنالے کہ وہ جماعت و جمعیت اور ملت کو نشانہ بناتا رہے، غلطیاں اور کیڑے نکالتا رہے، تو پھر اس کی اور خود جماعت کی کیا چھوی بنے گی اور اس کا کیا انجام ہوگا؟ اسے بدعقیدگی کھا جائے گی۔ سب سے برا فرقہ خوارج بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر اس کی ادنی خوبو بھی پیدا ہو جائے تو ایک چھوٹی سی جمعیت و جماعت کیا، پورے عالم کے مسلمان، خواہ سیریا کے ہوں یا عراق کے اور یمن کے ہوں یا لیبیا کے، ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں رہ جائے گی۔

میرے عزیزو اور دینی وایمانی بھائیو! معاملہ اسی پر ختم نہیں ہوتا ہے۔ تمہاری اجتماعیت اور جماعت کی اہمیت کا عالم اور ساتھ مل کر رہنے کا معاملہ ایسا ہے کہ امام نماز میں کھلم کھلا غلطی کر رہا ہے، پھر بھی یہی نہیں کہ اس میں اس کی متابعت کرنی ہے، بلکہ اس کی غلطی پر عذر تلاشتے ہوئے اور اسے پہلے ہی معذور گردانتے ہوئے، سبحان اللہ کہتے ہوئے کہ بھول چوک اور غلطی سے مبرا ذات صرف اللہ کی ہے، اس کی پیروی کرنی ہے۔ وہ صریح طریقہ نماز نبوی کی مخالفت کر رہا ہے، پھر بھی۔ نماز کا طریقہ وترتیب اور تنظیم جسے اللہ تعالیٰ نے جبریل کے ذریعہ آپ ﷺ کو سکھایا جو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور بیان کرنے والے تھے اور صحابہ کرام جو آپ کی باتوں پر عمل کرنے اور ہو بہو بجالانے والے تھے، ان کا تو بس سن لینا کافی ہوتا تھا امتثال اوامر کے لیے اور اطاعت رسول کے لیے، ان کے بارے میں آپ فرماتے ہیں۔ وصلوا كما رأيتموني أصلي۔ وہ صحابہ تو اس سے ذرہ برابر سرتابی کی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ اس نماز میں امام کبھی پورا تشہد پڑھے بغیر ہی اٹھ جاتا ہے، کبھی ایک رکعت ہی چھوڑ دیتا ہے، کبھی جس نماز میں ایک حرف زیادہ کرنا حرام ہو اس میں پوری رکعت اور اس کی ساری ہیات وحرکات، قرأت وتسبیحات اور تکبیرات وغیرہ کا اضافہ کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں بھی جب کہ اس کی صریح غلطی ہو، پھر بھی جماعت سے نکلنا حرام ہے۔ اگر یہ گستاخی، بے ادبی اور مخالفت بغاوت کی وجہ سے ہے تو ایسا شخص دین وایمان کا باغی قرار دیا جائے گا۔ بلکہ حد تو یہ ہے کہ اس پر امام کی تابعداری اور پیروی یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی سبحان اللہ کہتے ہوئے کرنی واجب ہے۔ اس قضیہ صلوۃ اور حالت خاص سے فراغت کے بعد بھی پوری سنجیدگی، شائستگی اور ادب سے امام سے عرض کرنا ہے کہ ایسا تو نہیں کہ نماز کی رکعتوں میں کمی کردی گئی ہے۔ خدا نخواستہ بھول چوک تو نہیں ہوگئی؟ پھر بھی بڑے وثوق اور یقین سے امام صاف صاف فرماتے ہیں کہ اس میں سے کچھ بھی نہیں واقع ہوا۔ ایسی صورت میں کافی دریافت تفتیش اور تحقیق سے کام لیا جائے گا۔ جیسا آپ ﷺ نے ایسی صورت حال میں تحقیق

فرمائی اور گواہی لی کہ ” اصدق ذوالیدین“ کیا ذوالیدین (خرباق) صحیح کہہ رہا ہے کہ نماز میں بھول چوک ہوگئی ہے؟ جب لوگوں نے گواہی دے دی کہ ہاں خرباق صحیح کہہ رہے ہیں تو آپ نے یہ نہیں فرمایا اور نہ لوگوں نے یہ محسوس و مطالبہ کیا کہ غلطی جب فلاں کی وجہ سے ہوئی ہے اور امام صاحب ہی اس کے ذمہ دار ہیں، تو ہم سب اس کا کفارہ کیوں ادا کریں؟ نہیں، بلکہ امام صاحب کے ساتھ سارے مقتدی اس کمی وزیادتی کا کفارہ ادا کریں گے۔ اس صورت میں بھی جماعت میں اختلاف وانتشار نہ ہوگا کہ فلاں نے توڑ تو کا بھی تھا، لیکن بات نہیں مانی گئی۔ بلکہ وہ سب مل کر اس کی بھرپائی اور کفارہ کی کوشش کریں۔ گویا جہاں جماعت وجمعیت اور اجتماعیت کا مسئلہ ہو وہاں ہر نرم گرم، خطا وصواب اور ذہول ونسیان کی حالت میں سب اکٹھے تدارک و تلافی کی کوشش کریں گے اور اجتماعیت وجماعت کو ٹوٹنے نہ دیں گے۔

جیسا کہ ہمیں نماز جیسی خالص بندگی اور عبادت محضہ کے اندر سبق ملتا ہے۔ گویا اللہ جل شانہ کو ہر عمل میں مسلمانوں اور انسانوں کی اجتماعیت اور اتفاق واتحاد سب سے زیادہ محبوب ہے۔

اسی لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ودیگر اعلام امت بہت زور دے کر فرمایا کرتے تھے کہ ”لا دین الا بالجماعة ، ولا جماعة الا بالامارة، ولا امارة الا بالطاعة“ ۔دین بلا جماعت کے قائم نہیں رہ سکتا ہے اور جماعت بلا امارت کے قائم نہیں رہ سکتی اور امارت کا وجود بے معنی ہے اگر سمع وطاعت نہ ہو اور امیر کی بات نہ مانی جائے۔

مذکورۃ الصدر حدیث میں تو قریہ وگاؤں اور صحرا کی بات ہے کہ تین آدمی ہوں تو وہاں جماعت بن جانی چاہئے۔ مگر اسلام میں اس سے بڑھ کر تاکید ہے کہ حتی کہ سفر بھی بلا امیر کے شیطانی عمل قرار پاتا ہے۔ حکم ہے کہ جب تین آدمی سفر کریں تو ان میں سے اپنا امیر ضرور متعین کرلیں۔ بلکہ بلا امیر کے سفر کرنا شیطان کو اپنے اوپر مسلط کرنا ہے اور ایسے سفر کو شیطانی عمل قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے” الراکب شیطان ، والرکبان شیطانان، والثلاثة رکب“ (ابوداؤد)

اکیلا اور دو آدمیوں کا سفر شیطانی اور تین آدمیوں کا ایک ساتھ سفر کرنا ہی اصل سفر ہے۔ اس حدیث کی شرح میں جو کچھ علماء فرماتے ہیں اور جو کچھ اس کی توجیہہ و توضیح کرتے ہیں۔ ان کے بھی معانی ومطالب سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ آدمی جس قدر بھی مختصر سفر کرے، وہ خدشات وحادثات انسانی وشیطانی سے محفوظ نہیں ہے۔ گویا سفر میں بھی اجتماعیت ہے۔ پھر بھلا ایسے دین کے ماننے والوں کا جماعت وجمعیت اور اقوام وملت سے محض منمانی طور پر اور بزعم خویش تقویٰ وطہارت، جھگڑا فساد، یکسوئیت اور دیگر وسوسوں اور تحریوں کی بنیاد پر الگ تھلگ اور کٹ کر رہنا کس قدر شیطانی عمل ہوگا؟ اس لیے انفرادی زندگی گذارنا کسی بھی طرح درست نہیں۔ مل کر جماعت کے ساتھ اور کسی کو اگوا اور امیر بنا کر رہیے، ہر وقت سمع وطاعت اور ماننے کے جذبے اور نیک نیتی کے ساتھ رہیے، نرم وگرم ہر حال میں اجتماعیت اور اطاعت کو لازم پکڑیئے، معصیت سے بچیئے۔ معروف کے کاموں میں امیر کے حکم ومشورے پر بڑھ چڑھ کر چلیے۔ علیحدگی و نافرمانی ومنمانی کی سوچیئے تک نہیں، ورنہ ایمان وجان اور دنیا وآخرت کے سکون اور دیگر دنیوی واخروی زندگی کی کامیابیوں اور کامرانیوں سے محروم ہوجائیں گے اور بسا اوقات آپ کی قوت وفراست اور علم وہنر کے باوجود وقت اور حالات کے بھیڑیئے آپ کی تنہائی کا فائدہ اٹھا کر آپ کی جان وایمان سب لے لیں گے۔ اس کے لیے مختلف چوراہوں، نکڑوں اور جگہوں پر ایمان وجان کے بہترے خوشنما نعروں اور فارمولوں کے ساتھ آپ کو اپنی جماعت خود ساختہ میں داخل کر کے آپ کو صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے میں زیادہ طاق اور چاک وچوبند نظر آئیں گے اور آپ تر نوالہ بن جائیں گے۔

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان دہلی

مولانا اسامہ خورشید سنابلی

احتساب نفس کیوں ضروری ہے؟

انسان کی زندگی خطاء ونسیان سے عبارت ہے۔تمام انوع انسانی کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے کی وجہ صرف ایک لغزش اور خطاء تھی جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلاَ تَقْرَبَا هَـذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الْظَّالِمِيْنَ (البقرہ:۳۵)لیکن نتیجہ کیا ہوا شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو اوران کی بیوی حوا علیہا السلام کو بہلایا پھسلایا جس کے وسوسے میں آکر انہوں نے اس درخت کا پھل کھالیا جس کے قریب اللہ تعالی نے جانے سے منع فرمایا تھا اللہ تعالی کی اس نافرمانی کی وجہ سے ان دونوں کو جنت سے نکال کر اللہ نے دنیا میں بھیج دیا۔حضرت آدم علیہ السلام کو جلد ہی اپنی خطاء کا احساس ہوا انہوں نے فوراتوبہ کی اور اپنی ندامت کا اظہار کیا جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔ قَالاَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ (الاعراف:۲۳)

اللہ تعالی نے ان دونوں کو معاف کر دیا اوران کی توبہ قبول کی اور ایک وقت مقررہ تک ان کو دنیا میں رہنے بسنے کا حکم دیا تا کہ انسان نیک عمل کرے اور اللہ تعالی کی اطاعت صبر،توبہ اور ایمان کے ذریعے جنت کا دوبارہ حقدار بنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ''اے ایمان والو!اللہ سے ڈرو،اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لیے کیا بھیجا ہے''(سورہ الحشر:18)

اس دنیا کی تخلیق ہوئے کئی ہزار سال گزر چکے ہیں۔کتنی ہی نبیوں اور رسولوں کو اللہ رب العالمین نے اس دنیا میں مبعوث فرمایا ہے جنہوں نے اللہ کی توحید اور کفر و شرک سے روکنے ایک اللہ کی اطاعت اور عبادت کرنے کی دعوت دی اور اس دنیا سے رخصت ہو گئے سب سے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی توحید کا علم بلند کیا لوگوں کو بت پرستی اور شرکیہ اعمال زنا وشراب نوشی بے حیائی امیری وغریبی کے فرق کو مٹا کر اخلاق کی تعلیم کو عام کر کے تمام دنیا میں بھائی چارگی اخوت ومودت کے بیج بو کر فارغ البالی کشادہ قلبی اور مسرت کے ساتھ اس دنیا سے سدھار گئے!آج جب ہم اپنے نفس کا جائزہ لیتے ہیں تو یقیناً ہمارے اندر قوت ایمانی روز بروز کم ہوتی دکھائی دے رہی ہے آج ہمارے نوجوان دین سے دور ہو کر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں کتنے ایسے نوجوان ہیں جن کی زندگیاں منشیات اور نشہ کے سہارے گزر رہی ہے کتنی ایسی بہنیں ہیں جن کو سوشل میڈیا اور ناچ گانوں نے اپنے قید میں بندھک بنا رکھا ہے ان کو اپنے انجام اور اللہ کے عذاب کا ذرا بھی احساس اور ڈر نہیں رہا آج جس موت کو ہم بھول چکے ہیں درحقیقت وہ ہمارے آنکھوں کے سامنے ہے۔

آج ہم نے حلال وحرام کے درمیان تفریق کو ختم کر دیا آج ہمارے بچے ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں آج نوجوانوں میں ذہنی کشیدگی نفسی بیماری اور بے روزگاری عام ہے آج نوجوانوں میں کثرت سے ہارٹ اٹیک ایکسیڈنٹ خودکشی سے موتوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔آئے دن ہم اپنے سماج ومعاشرے میں کسی نہ کسی نوجوان کی ہارٹ اٹیک یا گاڑی ایکسیڈنٹ سے موت کی خبر پڑھتے اور سنتے ہیں لیکن ہم اپنی زندگی میں بدلاؤ اور اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتے حالانکہ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر دن ہر مہینہ ہر سال اپنے نفس کا محاسبہ کریں اپنے بچوں کا محاسبہ کریں اپنے اہل وعیال کا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ ہماری زندگی کے روز وشب کس کے ساتھ گزر رہے ہیں ہماری زندگی قران وحدیث کے مطابق ہے یا ہمیں اللہ کے راستے سے بھٹکائے ہوئے ہے ہمارے بچوں کے اندر دین کے تئیں کتنی بیداری ہے۔

آج برصغیر کے سماج ومعاشرے کا حال دیکھیں گے تو قابل رحم ہے ابھی کچھ دنوں پہلے کی بات ہے ہم تمام نے اخبارات اور نیوز وغیرہ میں دیکھا کہ کس طرح ایک لڑکی جو گھر سے تعلقات کو منقطع کر کے فلمی دنیا میں قدم رکھتی ہے لیکن اس کی لاش اس کے فلیٹ میں سڑی ہوئی ملتی ہے ڈاکٹروں کے مطابق اس کی موت آٹھ سے نو مہینے قبل ہو چکی ہوتی ہے اور کسی کو خبر تک نہیں ہے ہمارا سماج ومعاشرہ افسوس ناک حد تک گر چکا ہے۔اس موت نے تمام دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔اس میں ان تمام ماؤں اور بہنوں کے لیے عبرت ہے جنہوں نے دنیا ہی کو اپنے چمک دمک کا ساز وسامان سمجھ رکھا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سب کو اس دنیا سے چلے جانے کا خوف ہونا چاہیے اس لیے ہمیں اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ ہمارا عمل کیسا ہے ہمارا اخلاق کیسا ہے ہماری نماز کیسی ہے ہمیں توبہ کی فکر ہونی چاہیے محاسبہ نفس سے انسان کے اندر توبہ کی روح بیدار ہوتی ہے اس کے اندر ندامت اور غلطی کا احساس ہوتا ہے

انسان جب خود سے اپنے نفس کا حساب وکتاب کرتا ہے تو اس کو دکھائی دیتا ہے کہ اس کی زندگی میں کیا کمی وکوتاہی ہو رہی ہے وہ شریعت اسلامیہ سے کتنا قریب اور کتنا دور ہو رہا ہے یقین جانیے موت بہت ہی قریب ہے کتنے ایسے نوجوان ابھی چند ماہ کے اندر اس دنیا سے چلے گئے ہیں جنہیں توبہ بھی نصیب نہیں ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ قول ہے:اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اسے تول لو قبل اس کی وہ تولہ جائے اور اپنے آپ کو بڑی پیشی یعنی قیامت کے لیے سنوار لو۔

☆☆☆

مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی
مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
۴۱۱۶، اہل حدیث منزل، اردو بازار
جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
فون: ۲۳۲۷۳۴۰۷



فارم درخواست

اکیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

سال: ۱۴۴۷ھ - ۲۰۲۵ء

۱- پاسپورٹ سائز کے تازہ فوٹو چار عدد، ایک چپکائیں اور ۳ ساتھ میں روانہ کریں۔
۲- چپکائے گئے فوٹو پر ادارے کی مہر ضرور لگوائیں۔

(فارم صاف ستھرے لفظوں میں پُر کریں)

نام:..................ولدیت:..................لقب:..................پیشہ:..................

مقام عمل:..................تاریخ پیدائش: (تاریخ، مہینہ اور سال کی وضاحت کے ساتھ) ہندسوں میں:..................لفظوں میں:..................

مسلکہ تعلیمی اسناد:..................مراسلت کا مکمل پتہ اردو میں (مع پن کوڈ):..................

فون:..................مراسلت کا مکمل پتہ انگریزی میں (مع پن کوڈ):..................فون:..................

مقابلہ کے لیے بھیجنے والی تنظیم/ادارہ کا نام و پتہ:..................

(تصدیق نامہ، تنظیم/ادارہ کے مطبوعہ لیٹر ہیڈ پر سربراہ ادارہ کے دستخط ومہر کے ساتھ منسلک کریں)

کیا اس سے قبل کسی ملکی یا غیر ملکی قرآنی مقابلہ میں شرکت کی ہے؟ اگر ہاں تو اس کی تفصیل:..................

گزشتہ مسابقہ کے جس زمرے میں شریک ہوئے تھے اس کی وضاحت:..................

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام اس مقابلۂ قرأت کے کس زمرے میں شرکت چاہتے ہیں؟:..................

۱:- مکمل حفظ قرآن　　۲:- بیس پارے　　۳:- دس پارے
۴:- پانچ پارے　　۵:- ناظرہ قرآن کامل　　۶:- ترجمہ وتفسیر کا تحریری امتحان

اگر بیس یا دس یا پانچ پاروں کے حفظ میں حصہ لینا ہے تو ان پاروں کی وضاحت:..................

آپ کس اصول قرأت کے مطابق تلاوت کریں گے؟ حفص/ورش/قالون/الدوریا (منتخب کردہ روایت کی نشان دہی کریں)..................

کیا آپ کا پاسپورٹ تیار ہے؟ اگر ہاں تو اس کی فوٹو کاپی لازما منسلک کیجئے اور پاسپورٹ نمبر لکھئے:..................

اقرار نامہ

مندرجہ بالا معلومات میرے علم ویقین کے مطابق بالکل درست ہیں۔ میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقابلۂ قرأت کے قواعد وضوابط کی پابندی کروں گا اور اس کے ہر فیصلہ کو قطعی اور آخری تسلیم کروں گا۔

امیدوار کا نام..................دستخط:..................تاریخ:..................

تصدیق نامہ (نامزد کرنے والے تعلیمی ادارے یا مسلم تنظیم کے کسی ذمہ دار کا)

میں مذکورہ بالا طالب علم امیدوار کی تصدیق کرتا ہوں:

نام:..................منصب:..................تصدیق کنندہ کے دستخط..................تاریخ:..................

ادارہ/تنظیم:..................مہر:..................

برائے دفتری امور

۱- یہ درخواست مؤرخہ..................کو موصول ہوئی۔　　وصول کنندہ کا دستخط..................

۲- برائے زمرہ:..................　　۳- درخواست منظور/نامنظور..................

۴- نامنظوری کی وجہ:..................　　دستخط سکریٹری مقابلہ کمیٹی..................

ساری انسانیت کی ہدایت ورہنمائی اور اصلاح اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغام قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرنے کے لیے

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

کے زیر اہتمام دوروزہ عظیم الشان

اکیسواں کل ہند مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم

بتاریخ 4-5/اکتوبر 2025 بمطابق 11-12/ربیع الآخر 1447ھ بروز ہفتہ، اتوار

بمقام: اہل حدیث کمپلیکس، D-254، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی، 25

رجسٹریشن کی آخری تاریخ: 28/ستمبر 2025ء

اغراض ومقاصد

☆ قرآن کریم کے پیغام امن وشانتی کو عام کرنا☆ مسلمانوں کو زندگی کے تمام امور میں قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دینا☆ قرآن کریم کی تلاوت، تجوید وحفظ، اس کے معانی وتفسیر پر فکر وتدبر میں دلچسپی پیدا کرنا☆ مسلمان بچوں میں قرآن کریم کی تلاوت وحفظ کا شوق پیدا کرنا ☆ امت کو کتاب الٰہی سے وابستہ کرکے دنیا وآخرت میں فوز وفلاح سے ہمکنار کرنا☆ حفاظ وقراء کی حوصلہ افزائی نیز مدارس میں فن تجوید پر مزید توجہ کی راہ ہموار کرنا☆ ابنائے وطن اور انسانی برادری کو قرآن کے پیغام امن وشانتی، اخوت وبھائی چارہ اور عدل وانصاف سے متعارف کرانا۔

خصوصیات

● ہزاروں روپے کے نقد انعامات ● حوصلہ افزائی کے لیے بھی متعدد ومختلف النوع انعامات ● ممتاز حفاظ وقراء کے لیے بین الاقوامی مقابلہ قرآن میں نامزدگی کا امکان

مقابلے کے زمرے

اول: حفظ قرآن کریم کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	دوم: حفظ قرآن کریم بیس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
سوم: حفظ قرآن کریم دس پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	چہارم: حفظِ قرآن کریم پانچ پارے مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت
پنجم: ناظرہ تلاوت قرآن کامل مع سوالات متعلقہ بہ احکام تجوید وقرأت	ششم: سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق کے ترجمے اور تفسیر کا تحریری امتحان

<u>ترجمہ وتفسیر (سورۃ النور، الفرقان، محمد، الحجرات، الطلاق) کا تحریری امتحان بتاریخ ۴/اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ بمقام اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی منعقد ہوگا اور اس کا پرچہ سوالات مصحف مطبوع مجمع الملک فہد ۱۴۱۷ھ ترجمہ مولانا جونا گڑھی کی روشنی میں تیار کیا جائے گا۔</u>

اہم وضاحت: ☆ زمرہ اول ودوم وسوم وچہارم امیدوار کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ مقررہ پاروں کا حافظ ہو اور احکام تجوید وقرأت سے بھی واقف ہو، احکام تجوید کے سوالات کا عملاً جواب دے سکے، قرأتِ سبعہ میں سے کسی ایک قرأت کے مطابق تلاوت کرے، جس کا واضح اندراج فارم داخلہ میں کرنا لازمی ہے۔☆ ایک قاری کو صرف ایک ہی زمرہ میں شرکت کی اجازت ہوگی۔☆ اگر کسی زمرے کے لیے پانچ سے کم امیدوار اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا، نئی دہلی پہنچے تو مرکزی جمعیت اس زمرے کا مقابلہ منعقد کرنے سے معذور ہوگی۔

نصاب تجوید: ☆ زمرہ اول (مخارج حروف، قوانین نون تنوین ومیم ساکن، قواعد تفخیم وترقیق، قواعد مد اور صفاتِ لازمہ) ☆ زمرہ دوم (مخارج حروف، قواعد نون تنوین ومیم ساکن، قواعد تفخیم وترقیق اور قواعد مد) ☆ زمرہ سوم (مخارج حروف، قوانین نون تنوین ومیم ساکن) ☆ زمرہ چہارم (مخارج حروف) ☆ زمرہ پنجم مکمل ناظرہ قرآن کریم (مخارج حروف، حدر کے انداز میں تلاوت (مخارج کے سوال نہ ہوں)

شرائط شرکت مسابقہ

❶ مقابلہ میں شرکت کی درخواست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مقررہ فارم پر ہی دی جائے گی۔ (ناگزیر حالات میں مقررہ فارم کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے) ❷ **امیدوار کی عمر زمرہ پنجم میں شرکت کے لیے پندرہ سال، زمرہ چہارم اور سوم میں شرکت کے لیے ۲۰ سال، زمرہ اول، دوم اور ششم میں شرکت کے لیے ۲۵ سال سے زائد نہ ہو۔ البتہ زمرہ پنجم اور ششم میں شرکت کے متمنی اسکول، کالج کے وہ طلبہ جن کا پس منظر مدارس نہ ہوں ان کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال مقرر ہے۔** ❸ امیدوار کا شمار ملک کے مشہور پیشہ ور قراء میں نہ ہوتا ہو۔ ❹ اس سے پہلے وہ کسی بین الاقوامی مقابلۂ حفظ وقرأت میں حصہ نہ لے چکا ہو ❺ مرکزی جمعیت کے کسی مقابلے کے شریک قاری کو اس زمرے میں یا اس سے نیچے کے زمرے میں شرکت کی اجازت نہیں ہوگی جس میں وہ پہلے بھی حصہ لے چکا ہو۔ ❻ مقابلے میں شرکت کی مکمل درخواست، انعقاد مقابلہ سے پانچ روز قبل دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو موصول ہونا لازمی ہے بصورت دیگر درخواست رد کردی جائے گی ❼ حفظ قرآن اور تجوید واحکام کی قابل قبول سند یا تصدیق نامہ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ منسلک ہو اور اصل اپنے ساتھ لائے۔ ❽ مقابلے میں شرکت کی نامزدگی کسی دینی تعلیمی ادارے یا معروف مسلم تنظیم کی جانب سے ہونی چاہیے ❾ اصولِ تجوید وقرأت سے ناواقف امیدوار کو مقابلے سے خارج کردیا جائے گا۔☆ حفظ کررہے طلبہ کو زمرۂ پنجم (ناظرہ قرآن مکمل) میں شرکت کی اجازت نہ ہوگی۔

تفصیلات نقد انعامات

(زمرہ اول)	انعام اول:-/25,000	انعام دوم:-/20,000	انعام سوم:-/15,000
(زمرہ دوم)	انعام اول:-/20,000	انعام دوم:-/15,000	انعام سوم:-/10,000
(زمرہ سوم)	انعام اول:-/15,000	انعام دوم:-/10,000	انعام سوم:-/8,000
(زمرہ چہارم)	انعام اول:-/10,000	انعام دوم:-/8,000	انعام سوم:-/5,000
(زمرہ پنجم)	انعام اول:-/8,000	انعام دوم:-/5,000	انعام سوم:-/3,000
(زمرہ ششم)	انعام اول:-/15,000	انعام دوم:-/12,000	انعام سوم:-/10,000

ان شاءاللہ گراں قدر نقد انعامات کے علاوہ دیگر انعامات بھی دیئے جائیں گے نیز دیگر شرکاء کے لیے بھی کچھ تشجیعی انعامات ہوں گے۔

عام وضروری شرائط

(۱) مقابلے کی شرائط اور درخواست فارم دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے طلب کئے جاسکتے ہیں۔ نیز صوبائی جمعیات کے دفاتر اور پندرہ روزہ جریدہ ترجمان کے حالیہ شماروں (۱-۱۵/اگست ۲۰۲۵ء تا ۱۶-۳۰/ستمبر ۲۰۲۵ء) سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نیز مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی ویب سائٹ www.ahlehadees.org اور مرکزی جمعیت کے آفیشل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر بھی دستیاب ہے شرکت کے خواہشمند طلبا اسے فری ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔

(۲) اس مقابلے میں شرکت کے امیدوار اپنے جملہ اخراجات سفر کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

(۳) امیدواروں کے دوروزہ قیام وطعام کا بندوبست مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی جانب سے کیا جائے گا بشرطیکہ اس کی اطلاع پانچ روز قبل مرکزی جمعیت کو مل چکی ہو۔

(۴) قیام گاہ جانے سے قبل اپنی آمد کا اندراج لازماً مکمل کرائیں۔ موسم کے مطابق بستر ساتھ لائیں۔ جمعیت اس سلسلے میں تعاون سے معذور رہے گی۔

(۵) نابینا امیدوار کے ہمراہ آنے والے ایک صاحب کی ضیافت کی ذمہ داری بھی مرکزی جمعیت قبول کرے گی۔

(۶) غیر امیدوار افراد یا ساتھ آنے والے افراد ۹۰/روپے یومیہ کا کھانے کا کوپن حاصل کر کے ناشتہ، ظہرانہ اور عشائیہ کی سہولت حاصل کر سکتے ہیں۔

(۷) قواعد وضوابط اور فارم میں مذکورہ شرائط کی تکمیل کرنے والے امیدوار ہی شرکت کے مجاز ہوں گے۔

ملاحظہ: اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ناظم مقابلہ کمیٹی سے ہرروز (علاوہ اتوار) شام ۴/بجے سے ۶/بجے تک بذریعہ فون یا شخصی طور پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے۔

ضروری معلومات نیز فارم حاصل کرنے کے لیے فوراً رابطہ قائم کریں

مسابقۂ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کمیٹی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔۶

فون:011-23273407 ای میل:jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

Mob. 9213172981, 8744033926

اک حادثہ بھی تاک میں ہو گا یہیں کہیں

حافظ ڈیٹی عبدالسلام عمری

آدمی آج جتنی تیزی سے زندگی میں ترقی کررہا ہے اتنی عمر بھی اپنی کم پا رہا ہے، اپنی زندگی کو خوبصورت بنانے کے واسطے جتنی جدوجہد کررہا ہے اسی درجہ اپنی بھیانک موت بھی دیکھ رہا ہے، موت سے غافل ہوئے جتنی منصوبہ بندیوں کے ساتھ دنیوی مدارج طے کرتا اور کامیاب ہوتا جارہا ہے اسی کے برعکس یک لحہ میں قضاء وقدر اور ملک الموت کا سامنا کر جارہا ہے، لوگو یہ ایمانیات کی دنیا ہے، جگر تھام کے بیٹھو کلیجہ منہ کو آنے والا ہے۔ تم اہل ایمان ہو تو زندگی کی حقیقت وضرورت اور مقصدیت ومدّت سمجھ جاؤ گے یا پھر اہل عصیان ہو تو رب ذوالجلال کی قدرت کی کیفیت کا سامنا کر جاؤ گے۔

آج زمانہ کے جس رنگ وٹرینڈ میں ہم سب جی بس رہے ہیں، اس میں ہر کوئی لگزری لائف (معیاری زندگی) بنانے جینے کی جدوجہد میں ہے، شہرت وآسائشِ زیست کے نشہ میں محو ہے، عبادت واستعانت کا بھولا آدمی دنیا پر نثار ہو بیٹھا ہے، ترقی یافتہ دور (IIT) جتنی ہماری نگاہوں کو دلکش ودلچسپ زندگی کے مزے لوٹنے کو کہتا ہے وہیں اپنے پاس ایک رائی برابر انسانی جان بچانے کی طاقت وقدرت نہیں پاتا ہے،

پچھلے دنوں میں ایسے واقعات رونما ہوئے جن کو دیکھ سن کر دل دہل جاتے ہیں، ذہن ودماغ مضطرب ہوجاتے ہیں کہ آج انسانی ذہن ودماغ اور اسکی نفسیات کتنی خطرناک اور سفاک ہوتی جارہی ہے، دنیا کی وقعت وقیمت آنکھوں کو نظر آنے لگتی ہے، اس ترقی یافتہ دور کی حیثیت اپنے آپ میں ایک لاچار اور بے بس ثابت ہوتی ہے۔

پہلا سانحہ بتاؤں تو ایک صاحب جو پیشہ سے قصاب تھے، ان کے دکان میں ایک دولڑکے ان کے ماتحت کام کرتے تھے، انہی میں سے ایک کی انہوں نے کسی بات پر سرزنش کی، ڈانٹا، ظاہر ہے ان کا روایتی لب ولہجہ رہا ہوگا پھر کیا تھا اس لڑکے نے ردعمل کے طور جس چاقو سے گوشت اور ہڈی کاٹ رہا تھا اسی سے اپنے دوکاندار مالک کا ایک ہی وار میں سرتن سے جدا کردیا، اتنا ہی نہیں پھر ان کے پیٹ میں چاقو سے دوبارہ سہ بارہ لگاتار وار کرتا رہا، تا آنکہ غصہ ٹھنڈا ہوا، پھر خود بھاگ کر پولیس اسٹیشن جا بیٹھا، اب اس کی وجوہات، اسباب، نفسیات، حالات اور علاج پر گفتگو کرنے کے لئے اہل علم ودانش کے لئے بے شمار راہیں کھل سکتے ہیں، کھولئے گا ضرور، مگر میرے نزدیک نسبتاً زیادہ یہ مسئلہ قابل تشویش بنا ہوا ہے کہ مقتول کے جودو چھوٹے چھوٹے بچے اور ان کی چار چھوٹی بڑی بہنیں ہیں ان کا کیا حال ہو رہا ہوگا، نمازِ جنازہ بڑی مشکل سے ادا ہوئی لوگوں نے بڑے دل گردے سے میت کا دیدار کیا، میری موسم کے اعتبار سے طبیعت وزنی جو تھی ہلکی ہوگئی، منہ کے نوالے چھوٹ گئے،

دن کے روشن چہرے پر، خون کا داغ لگا ہے
سفاکی کا یہ طوفان، دل کو دہلا دیا ہے

یہ حادثہ ابھی ذہن ودل میں تازہ ہی تھا کہ اخبار کے ذریعہ دوسری خبر پہنچی کہ شہر بنگلور کے ہیچ ایس آر لے آوٹ میں واقع آٹو موٹیو سافٹویر کمپنی کے سی۔ای۔او (ترقی یافتہ موجودہ اسمارٹ کاروں کے لئے سافٹ ویر بنانے والی کمپنی کے مالک) چندرام نامی آدمی اپنی بیوی دو بچے اور دو کزنس کے ساتھ چھٹیاں منانے کی خاطر اپنی کار سے بنگلور-ٹمکور ہاؤے سے جارہے تھے کہ نیلمنگلا کے قریب مقابل والے راستے سے درمیان میں حائط (ڈیوائڈر) پھاند کر ایک بھاری بھرکم کنٹائنر (لاری) سیدھا ان کی کار پر پورا کا پورا یکدم پلٹ گیا اور کار میں سوار چھے افراد اسی لحہ موت کا لقمہ بن گئے،

یہ حادثہ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ بیرون ملک میں بھی اور پوری آٹو موٹیو انڈسٹری کی توجہ وحیرت کا موضوع بنا ہوا ہے، اس کی وجہ وہ چندرام نامی شخص اور اسکا گھرانہ نہیں، بلکہ وہ جس کار سے سفر کررہے تھے وہ عالمی سطح پر دنیا کی سب سے زیادہ انسانی جان کے لئے محفوظ ومحافظ سمجھی جانے والی فیملی کار Volvo X90 تھی، جو انسانی جان کے مختلف تحفظات سے لیث تھی، کمپنی نے اس کے محافظِ جان ومان کا دعویٰ کرتے ہوئے نہ صرف بڑے بڑے ٹرکوں اور لاریوں سے ٹکرا کر دکھایا تھا بلکہ اس پر بڑی بڑی عمارتیں گرا کر بھی دکھا دیا، اس کو اونچائیوں سے کھائیو میں گرایا کہ باہر کیا زلزلے کیا طوفان آجائیں اندر بیٹھے ہوئے انسان پھر بھی محفوظ رہیں گے۔

گلوبل این سی اے پی (NCAP) ٹسٹ میں 5 کے 5 ستارے حاصل کرنے والی مختلف اور حیرت انگیز ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے ADAS, ABS, BAS BAS جیسے آٹومیٹک بریکنگ سسٹم وآٹومیٹک ڈرائیونگ سسٹم لگایا ہے تو کہیں حادثات میں بھڑ جانے پر بچاو کی خاطر سولہ سولہ ایئر بکون لگایا تو کہیں اس کا اسٹرکچرل باڈی (ڈھانچا) اتنا مضبوط اور شاندار بنایا کہ پتھر اور چٹان اس پر گرادیا دیا جائے تب بھی محفوظ کہ کل ملا کر 32 سیفٹی فیچرز (ٹکنالوجیوں اور پروگراموں) کی حامل یہ کار اللہ کے قضاء وقدر، قوت وطاقت اور موت کے سامنے ہیچ ثابت ہوئی، کیونکہ ایسی ہی کاریں اور سواریوں کی سافٹ ویئر بنانے والی کمپنی کے مالک نے یہ سارے

تحفظات اور احتیاطات دیکھ کر ہی دو ماہ قبل اس کار کو خریدا تھا، لیکن حادثہ کی تصویر تو دردناک موت کی تعبیر کررہی ہے، گویا آسائش و آرام سے بھری لگزری کار پر کوئی آسمان ٹوٹ پڑا ہو

جو مَرا ہے حادثے میں، میرا اس سے کیا تھا رشتہ
یہ سڑک جو خوں میں تَر ہے مجھے کیوں پکارتی ہے

اسی طرح احمد آباد سے لندن جانے والی ہوائی جہاز کا حادثہ کا علم ہوا جس میں سوائے ایک مسافر کے کل کے کل 241 افراد کی موت ہوگئی، گرچہ زمانہ ہوائی جہاز کے سفر کو بڑا مفید، تیز اور قابل فخر گردانتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہوائی جہاز کا سفر متضاد قسم کے جذبات کا حامل سفر ہوتا ہے، گویا آدمی کو شام سویرا اس میں سفر کرنے سے پہلے گھر میں ایک وصیت چھوڑ جانے کا تقاضہ کرتا ہے

موت کا سایہ چھا گیا ہے ہر طرف
دل میں ہے اندھیرا، آنکھوں میں نم

تاہم موجودہ دنیا اپنے آپ کو انسانی جان کا احترام و اقدار کا علمبردار باور کراتی ہے، انسانی جان کی حفاظت کا نظام بنانے میں کامیاب سمجھتی ہے، انسانی جان کی حفاظت کاری کے قبیل سے مختلف آلے ایجاد کرنے میں لوہا منوا رہی ہے، مگر انسانی جان کے منہ بولے محافظین ہیومین رائٹس والے بھی اپنی زندگی کی حفاظت کے ضامن نہیں ہو پاتے۔

انسان کا جینا مرنا ربّ واحد کے ہاتھ میں ہے، جسے اللہ کہتے ہیں، جس کے اچھے اچھے اور بھی نام ہیں، تاکہ ہم ان کے ذریعہ اسے پکار سکیں، اس سے مانگ سکیں، اس کی قربت و رضاء پا سکیں، جس کا پہلا گھر کعبہ ہے جو آج بھی پائیدار ہے، جو کن فیکون کا واحد اور تنہا مالک ہے، جسکے اندازوں اور حسابوں (calculations) کے مقابلے میں ہماری آج اور کل کی ٹکنالوجیاں عشر عشیر بھی نہیں ہیں، جو آدمی کو ویل جیسی مچھلی کے نگل جانے کے چالیس دن بعد بھی بقید حیات و صحیح سالم واپس باہر نکال سکتا ہے، بدن بھر کیڑے ہو جانے کے بعد بھی زندگی کی بہاریں بخش سکتا ہے، دس بارہ سردار قتل کے درپے رہیں تب بھی سکینت کے ساتھ ان کے بیچ زندہ گزار سکتا ہے

لوگو یاد رکھو اللہ تعالی ہی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے وہ ساری دنیا کا پالنہار ہے، وہ ساری دنیا کا بادشاہ ہے، اسی کی پلاننگ واقعتاً چلتی ہے، اسی کے ہاتھ میں سارا تصرف اور ہیر پھیر ہے، اسی کے ہاتھ میں موت و حیات ہے

تحریر کو سمیٹتے ہوئے شریعت اسلامیہ کی دو تعلیمات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں، سب سے پہلے ہم اللہ سبحانہ وتعالی کا شکر ادا کریں کہ ان حادثات یا ان کے مثل حادثات میں ہمارا نام بھی ہوسکتا تھا، یا مستقبل میں کبھی بھی کسی بھی وقت پر یہ حادثے ہمارے ساتھ واقع ہو سکتے ہیں، یہ واقعات دن کے اجالوں میں ہوئے جو حادثات کہلائے جا رہے ہیں، جرم کی دنیا میں ہونے والی انسانی جانوں کے عمداً قتل اور لوٹ کی جو داستانیں سو الگ ہیں، پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے صحیح الترمذی کی حدیث ہے کہ جب کبھی ایسے حادثات سننے دیکھنے کو ملیں تو یہ دعا پڑھیں: الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على كثير ممن خلق تفضيلا۔ یہ دعا پڑھ لینے کا فائدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ لم يصبه ذلك البلاء اس جیسی مصیبت (حادثہ) کے شکار نہیں ہوں گے۔

دوسری تعلیم شریعت اسلامیہ نے جو دی ہے وہ ہے اسلام کا سیدھا سادا اور سچا عقیدہ اپنانے کی تعلیم ہے، کہ انسانی جان کا تحفظ اور انسانی روح کو قبض و قدرت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کے ہاتھ میں ہے کیونکہ وہی ہم سب کا تن تنہا خالق مالک رازق اور حافظ ہے، ہمیں ہمہ وقت یہ یاد رکھ کر زندگی بسر کرنی ہوگی کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہماری جان ہے وہ جب چاہے ہماری روح کو قبض کرسکتا ہے کسی بھی شکل میں کسی بھی طریقہ سے کسی بھی زاویے سے، ہمارا دل بظاہر ہمارے جسم میں دھڑکتا ہے لیکن اسے زندہ رکھنا جسم میں روح کو برقرار رکھنا یہ اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے چاہے دنیا مستقبل میں کتنی ہی ترقی کرلے کتنی ہی دنیا کی آئیڈیالوجی اپڈیٹ ہو جائے لیکن اللہ رب العالمین ہی موت و حیات کا مالک رہے گا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا، اس کو کسی قسم کی نیند یا اونگ نہیں آتی، وہ کسی حادثہ سے غافل نہیں ہوتا، تو کیوں نہ ہم سیدھے سیدھے اسی سے اپنا دل لگالیں، ایسا مضبوط اور قریبی تعلق جوڑ لیں کہ دنیا کے ہر فتنوں اور مصائب سے ہم محفوظ رہ سکیں، عبادات و تطوعات سے وہ ہماری ایسی حمایت و نصرت کر جائے کہ ہمیں محسوس بھی نہ ہو، ہم پر وہ ایک غیبی حفاظتی چادر ڈال دے,

وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجاً وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: ۲)

عبادت و استعانت کو بھول بیٹھی دنیا کو یہ سمجھانا ہے کہ ساتوں آسمانوں پرے عرش پر اللہ کی ایک ایسی ذات مستوی ہے جو سب کا پالنہار ہے اسی کی مرضی چل تی ہے، اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے ساری قدرت ہے وہ سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہے ہمیں ہر وقت اللہ کی عظمت اللہ کی قدرت محسوس کرتے ہوئے زندگی بسر کرنی ہوگی، اسکی نصرت و حمیت سے سرشار ہو کر سواریوں میں بیٹھنا ہوگا ہر وقت اللہ رب العالمین سے اپنی اچھی زندگی اور اچھی موت کی دعا کرنی ہوگی اور اللہ سے ہمیں اپنا خاص تعلق پیدا کرنا ہوگا جس کے چلتے ہم دعا کرسکیں کہ اللہ تعالی ہماری زندگی برقرار رکھے تو بھی کمال سے اور ہمیں موت بھی دے وے تو بھی جمال سے۔

راہی ذرا سنبھل کے محبت کا موڑ کاٹ
ایک حادثہ بھی تاک میں ہوگا یہیں کہیں

☆☆☆

پندرہ روزہ جریدہ ترجمان

مولانا محمد محب اللہ المحمدی

کھانے پینے کے شرعی آداب واحکام

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر فرمایا ہے: أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ (الواقعۃ ۶۸-۷۰) اچھا یہ تو بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو۔ اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں۔ اگر ہماری منشا ہو تو ہم اسے کڑوا زہر کردیں پھر ہماری شکرگزاری کیوں نہیں کرتے؟

محترم قارئین! اس عظیم نعمت کے شکریہ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کے وقت مندرجہ ذیل شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

نمبر 1۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے، سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے کیوں منع کیا گیا ہے اس کی ممانعت کی بعض حکمتیں علماء نے یہ ذکر کی ہیں۔

عجمی ظالم وجابر بادشاہوں کی مشابہت۔ کبروغرور اور اسراف وفضول خرچی۔

اللہ کے ان صالح وبزرگ بندوں کی اذیت جو اپنی ضرورت کے مطابق بھی یہ چیزیں نہیں پاتے۔

نمبر 2۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کا کھانا پینا حرام کیا ہے ان حرام چیزوں کو کھانا پینا حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر حرام اشیاء کا ذکر فرمایا ہے اور حلال وپاکیزہ چیزوں کو کھانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (سورہ النحل 114-115) ترجمہ۔ جو کچھ حلال اور پاکیزہ روزی اللہ نے تمہیں دے رکھی ہے اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا جائے حرام ہیں۔ پھر اگر کوئی بے بس کردیا جائے نہ وہ خواہشمند ہو اور نہ حد سے گزر جانے والا ہو تو یقیناً اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ [المائدہ:۳]

ترجمہ۔ تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو، اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو، جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو، اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو، لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں، اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو، اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو، یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار دین سے ناامید ہو گئے، خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کردیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کردیا اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بیقرار ہو جائے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور بہت بڑا مہربان ہے۔

نمبر 3۔ بسم اللہ پڑھ کر کھانا پینا۔ یعنی بسم اللہ کہہ کر کھانے پینے کا آغاز کرے اور کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، بسم اللہ پڑھے تاکہ کھانے پینے میں برکت ہو۔ اور شیطان سے محفوظ رہیں۔ اگر انسان بسم اللہ پڑھ کر کھانے پینے کا آغاز کرتا ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور برکتیں نازل ہوتی ہیں اور انسان شکم سیر ہو جاتا ہے، اور صرف بسم اللہ کہنا کافی ہے الرحمٰن الرحیم کا اضافہ حدیث سے ثابت نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے لیکن بسم اللہ فی اولہ وآخرہ کہے)

نمبر 4۔ جب کھانے پینے سے فارغ ہو جائے تو اللہ کا حمد بیان کرے اس لئے کہ اگر بندہ ایسا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوتا ہے جب وہ ایک لقمہ کھائے تو اللہ کی تعریف کرے، یا پانی کا گھونٹ بھی پیئے تو اللہ کی تعریف کرے'' (مسلم 2734)

(5) اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو جیسے کوئی بیماری یا زخم وغیرہ ہے تو رخصت ہے۔

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں

سے کوئی بھی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے پیئے، اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے(صحیح مسلم:2020)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی نے اللہ کے رسول ؐ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ لہٰذا آپ نے اس سے کہا:''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ''۔ لیکن اس نے جواب دیا: میں (دائیں ہاتھ سے) کھا نہیں سکتا۔ اس پر آپ ؐ نے (اس کے حق میں بددعا کے طور پر) کہا:''تو ایسا کر بھی نہیں سکتا''۔ دراصل اس نے محض تکبر کی وجہ سے آپ کی بات کو ٹھکرایا تھا۔ راوی حدیث کہتے ہیں: چنانچہ وہ شخص اپنا ہاتھ اپنے منہ تک کبھی نہ لے جا سکا۔[صحیح مسلم-2021]

نمبر7۔اپنے سامنے موجود کھانے میں سے کھانا۔

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے، آپ کے پاس کھانا رکھا تھا، آپ نے فرمایا:''بیٹے! قریب ہو جاؤ، بسم اللہ پڑھو اور اپنے داہنے ہاتھ سے جو تمہارے قریب ہے اسے کھاؤ''۔(بخاری 5376 و مسلم 2022 والنسائی 6722)

اپنے سامنے اور پلیٹ کے کنارے سے کھانا یہ اس وقت ہے جب ایک ہی قسم کا کھانا ہوں البتہ اگر دستر خوان میں متعدد انواع واقسام کے کھان پکوان ہوں تو متعدد انواع کی ڈشیں اور کھان پکوان تک ہاتھ بڑھا سکتے ہیں۔

نمبر8۔ایک ساتھ مل بیٹھ کر ایک ہی پلیٹ میں کھانا۔یعنی سب مل کر کھانا کھائیں۔

مسند احمد وابوداود وغیرہ میں روایت ہے کہ صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن پیٹ نہیں بھرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شاید تم لوگ الگ الگ کھاتے ہو؟''لوگوں نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم لوگ مل کر اور بسم اللہ کر کے (اللہ کا نام لے کر) کھاؤ، تمہارے کھانے میں برکت ہوگی''(سنن ابن ماجہ)

نمبر9۔اگر گرم کھانا ہو تو تھوڑا انتظار کر لیا جائے تا کہ اس کی حرارت اور بھانپ وغیرہ ختم ہو جائے۔

جیسا کہ حدیث ہے۔اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا۔ جب ثرید (ایک قسم کا کھانا) بناتی تھیں تو اسے کسی چیز سے ڈھانپ دیتی تھیں تا کہ اس کا ابال ختم ہو جائے، پھر کہتی تھیں:''میں نے رسول اللہ ۔ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ سے سنا ہے کہ یہ برکت کا باعث ہے۔''(مسند احمد ,26958 وابن حبان 5207،)

نمبر10۔کھانا میں نہ پھونکنا۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کی چیزوں میں نہ پھونک مارتے تھے، اور نہ ہی برتن کے اندر سانس لیتے تھے۔(ابن ماجہ)

اسی طرح پانی دودھ یا کوئی اور مشروب پیتے ہوئے سانس لینے کی ضرورت ہو تو برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا چاہیے پھر دوبارہ حسب ضرورت پی لیا جائے۔

نمبر11۔گرے ہوئے لقمے کو کھانا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''جب تم میں سے کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو وہ اسے اٹھالے اور اس پر جو ناپسندیدہ چیز (تنکا مٹی) لگی ہے اس کو اچھی طرح صاف کر لے اور اسے کھا لے، اس لقمے کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے، اور جب تک اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے، اس وقت تک اپنے ہاتھ کو رومال سے صاف نہ کرے، کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔''(اخرجہ مسلم 2033, تحفۃ المسلم شرح صحیح مسلم، حدیث/صفحہ نمبر:5301]

نمبر12۔پیٹ کے بل بیٹھ کر یا ٹیک لگا کر نہ کھائے، اور نہ تکبر وغرور کا اظہار کرے بلکہ تواضع اختیار کرے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جگہ کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے: ایک تو اس دستر خوان پر بیٹھ کر جس پر شراب پی جا رہی ہو اور دوسری وہ جگہ جہاں آدمی اوندھے منہ لیٹ کر کھائے، یا پیٹ کے بل لیٹ کر کھانا کھائے۔(اخرجہ ابوداود 3774، واللفظ لہ وابن ماجہ 3370، وحسنہ الالبانی)

ٹیک لگا کر کھانا مکروہ وناپسندیدہ ہے، جیسا کہ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔(اخرجہ البخاری,5399)

نمبر13۔کھانے پر ناک بھوں نہ چڑھائے یعنی کھانے کی عیب نہ نکالے اگر دل چاہے تو کھالے ورنہ چھوڑ دے مگر عیب نہ نکالے۔

چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر وہ کھانا پسند ہوتا تو کھا لیتے، اور پسند نہ ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے۔ بخاری(3563)اور مسلم۔(2064)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن مانگا تو انھوں نے کہا ہمارے پاس سرکے کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو آپ نے وہی منگوایا اور (اس کے ساتھ) کھانا شروع کر دیا اور فرمانے لگے سرکہ تو بہت اچھا سالن ہے۔(اخرجہ مسلم 2052)

نمبر14۔کھانے پینے سے فراغت کے بعد ہاتھ وغیرہ صاف کرنا۔

جیسا کہ حدیث ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''تم میں سے کوئی شخص جب اس حالت میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو، اور اس نے اپنا ہاتھ نہ دھویا ہو، پھر اسے کسی چیز نے نقصان پہنچایا تو وہ خود اپنے ہی کو ملامت کرے''۔[سنن ابن ماجہ/ کتاب الاطعمۃ/ حدیث:3297

☆☆☆

نور محمد فیاض عمری، عمرآباد

ایک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

مولانا محمد ثناء اللہ عمری رحمہ اللہ ایم اے عثمانیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر پیدا کیا اور ہر انسان کے اندر کچھ نہ کچھ صلاحیتیں اور قابلیتیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ کچھ لوگ ان کو نہ پہچان کر ان کی آبیاری کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ان صلاحیتوں کو پہچان کر ان سے صحیح کام لے کر دنیا کو فائدہ پہنچاتے ہیں وہ اپنے گراں قدر کارناموں سے تاریخ کے صفحات پر ان مٹ نقوش ثبت کر جاتے ہیں اور رہتی دنیا تک اپنا نام قائم کر جاتے ہیں۔ موجودہ دور میں جہاں اُردو دنیا کی مختلف قسم کی ادبی تحریکیں سرگرم عمل ہیں۔ پوری دنیا میں ہر طرح کے نعرے گونج رہے ہیں ادیبوں اور شاعروں کا بڑا طبقہ اپنے اپنے انداز سے زبان وادب کی خدمت واشاعت کے کام میں مصروف ہے۔ انھیں کے درمیان ایک منفرد آواز پورے خلوص وسرگرمی کے ساتھ انگریزی، عربی، اردو اور فارسی کی خدمت واشاعت کے عمل میں مصروف تھی۔ وہ مایہ ناز شخصیت مولانا محمد ثناء اللہ عمری ایم اے عثمانیہؒ کی ہے جو میرے محترم مربی ورہنما تھے، مختصر علالت کے بعد ہفتہ کی شب تقریباً گیارہ بجے یکم رصفر 1447ھ مطابق 26رجولائی 2025ء ہم سب سے جدا ہو کر سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن.

مولانائے محترم ایک معروف عالم دین اور صحافی تھے۔ جامعہ دارالسلام عمرآباد میں جب داخلہ لیا تو کافی محنتی اور ذہین تھے۔ دوسری اور تیسری جماعتوں کے امتحان ایک ساتھ کامیاب کرلئے۔ زبان انگریزی کا شوق بچپن سے تھا جو یہاں مزید ترقی کرتا گیا۔ جامعہ کے ممتاز طالب علموں میں آپ کا شمار ہوا کرتا تھا۔ طالب علمی ہی کے دور میں ایک عربی مضمون کا ترجمہ ماہنامہ ''بجنور'' میں شائع ہوا۔ 1961ء کے اوائل میں جامعہ سے سند فضیلت حاصل کی، مدراس یونیورسٹی سے افضل العلماء کا امتحان کامیاب کرلیا۔ آپ کے ہم سبق ساتھیوں میں استاذ محترم مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی عمریؒ بھی ہیں۔

جامعہ کے آخری سال میں ڈاکٹر طٰہ حسین کی ایک کتاب کا اور شیخ محمد عبدہٗ کے ایک کتابچے کا اردو میں ترجمہ کیا۔ فراغت کے بعد دائرۃ المعارف کے شعبۂ تصحیح سے منسلک ہوگئے۔ یہاں آپ نے پانچ سال خدمت انجام دی۔ ساتھ ہی شبینہ کالج میں بی اے کی تعلیم بھی جاری رکھی۔ حیدرآباد کے مسلم یونیورسٹی سے انگریزی میں میٹرک بھی کرلیا۔ 1966ء کو آپ اپنے وطن عزیز چلے آئے۔ مچھلی بندر کے ہندو کالج میں آپ کا تقرر ہوا۔ وہیں خدمت پر مامور ہوئے۔ طلبہ واساتذہ کے ہر دل عزیز رہے۔ ہندو کالج کی غیر اسلامی فضا میں انگریزی ادب کے لکچرز دیتے ہوئے امامت وخطابت، دعوت وتبلیغ اور تراویح کے کام کو بھی برابر جاری رکھا۔ آپ کے زبان وبیان کی گونج وجے واڑہ کی آل انڈیا ریڈیو سے بھی سنائی دیتی تھی۔ کئی عربی کتابوں کے ترجمے کئے ان میں ایک مصری عالم ''علامہ سید رشید رضا'' کی کتاب کو اردو میں منتقل کیا۔ جو چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ شخصیات پر بھی تذکرۂ اسماعیل، تذکرۂ واجدی، بات ایک مسیحا نفس کی، کتابیں چھپی ہیں۔ اردو سے انگریزی میں بھی قول فیصل، شہید اعظم، اور مولانا آزادؒ ہیں۔ جامعہ میں میری تعلیم کے دوران فضیلت سال اول 1981ء میں تھا کہ مولانائے محترم ادارۂ تحقیقات کے پہلے ڈائرکٹر بن کر تشریف لائے۔ اور اس شعبے میں معاون کی حیثیت سے رفیق محترم مولانا محمد خلیل اللہ صاحب عمری مدراسی رہے۔ قیام ادارہ تحقیقات کے دوران مولانا نے قرآن اور دعا، صدائے منبر جلد اول، ودوم، امثال القرآن ایک کتابچہ، رمضان اور عید سے متعلق انگریزی زبان میں، ان کے علاوہ سوانحی خاکوں کا ایک مجموعہ مجھے یاد آنے والے شائع ہوا۔ اس سلسلہ کی دوسری کتاب ''نذرانۂ اشک'' ندوۃ المحدثین پاکستان سے 1997ء میں شائع ہوئی۔

جامعہ دارالسلام میں سمر اسلامک کیمپ کا انعقاد ہوا۔ آغاز سے لے کر تقریباً پچیس سال بحیثیت انگریزی استاد درس دیتے رہے۔ میرے والد محترمؒ مولانا کی انگریزی تقریروں اور خطبات جمعہ کے بڑے گرویدہ تھے۔ مولانا کے پروگرام میں شریک ہوتے اور مستفید ہوتے رہے۔ ماہنامہ راہ اعتدال کی مجلس ادارت کے تاحین حیات رکن رہے اور مجلّہ اہل حدیث شکراوہ میں معاونِ مدیر کی حیثیت سے آپ کا اسم گرامی شائع ہوتا رہا۔

مولانائے محترم سے بھی میرے گہرے مراسم تھے۔ مولانا جب بھی عمرآباد تشریف لاتے تو پہلے خطوط کے ذریعہ، جب سیل فون عروج پکڑا تو فون کے ذریعہ مطلع کرتے۔ آپ کے ہم عصر اور ہم سبق ساتھیوں اور علمائے کرام سے ملاقاتوں کے لیے پرنام بٹ، آمبور اور وانمباڑی لے جانے کی سعادت مجھے نصیب ہوتی رہی۔ کبھی تاریخی مسجدوں اور اداروں کا معاینہ کرنے کے لیے مدرسۂ لطیفیہ، قلعہ ویلور اور گڑھ آمبور کی جمعہ مسجد وغیرہ لے جانے کا شرف بھی مجھے حاصل ہوتا رہا۔ کبھی غریب خانے میں مل بیٹھ کر کھانے کا بھی اتفاق ہوتا۔ ان سب باتوں کا ہدیۂ تشکر کے علاوہ مجلّہ راہ اعتدال میں ان احسانات کا تذکرہ بھی بڑے دل نشین انداز میں کرتے۔ میرے دل ودماغ آپ کی خوشگوار یادوں، نرالی باتوں، اور بے لوث خدمات کی ایک طویل فہرست کے روشن نقوش سے آباد ہیں۔ اللہ تعالیٰ احباب ورفقاء کے دلوں کو بھی آپ کی یاد سے آباد رکھے اور اولاد واحفاد کو آپ کا سچا جانشین بنائے۔ آمین

☆☆☆

مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی، مئو

تقویۃ الایمان کی تاریخ و تسہیل

''تقویۃ الایمان'' علامہ شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۹۳ھ۔ ۱۲۴۶ھ) کی معرکۃ الآراء اور شہرۂ آفاق تصنیف ہے، جو کسی تعارف کی محتاج نہیں، کتاب کا موضوع توحید و شرک کا بیان ہے، اور زبان اردو ہے، مولف موصوف خانوادۂ ولی اللہی کے چشم و چراغ، صاحب عزیمت، داعی و مصلح، مجاہد ربانی اور ان غیر معمولی عباقرہ میں تھے جو صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں، ان کی تنہا ایک تصنیف ''تقویۃ الایمان'' سے خلق خدا کو وہ فائدہ پہنچا اور عقائد کی ایسی اصلاح ہوئی کہ شاید کسی حکومت کی منظم کوششوں سے مشکل سے ہوتی۔

''تقویۃ الایمان'' پہلی مرتبہ مولف رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ۱۲۴۳ھ (۱۸۲۶ء) میں چھپی تھی، اب ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۰۲۵ء ہے، اس طویل مدت میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے یہ کتاب کتنی بار طبع ہوئی، بقول مولانا غلام رسول مہر رحمۃ اللہ علیہ سرسری اندازہ ہے کہ پچاس، پچپن لاکھ سے کم نہ چھپی ہوگی، کروڑوں لوگوں نے اسے پڑھا اور ہدایت کی روشنی حاصل کی، یہ ایسا شرف ہے جو ''تقویۃ الایمان'' کے سوا اردو کی کسی کتاب کو شاید نصیب ہوا ہو''۔ اور اس کی اشاعت کا یہ تسلسل مختلف انداز میں بلا انقطاع برابر جاری ہے، جیسا کہ ذکر ہوا اس کتاب کی زبان اردو ہے، اس بارے میں مولانا مہر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ کتاب اگرچہ اس زمانہ میں لکھی گئی تھی (یعنی آج سے کوئی دو سو برس پہلے) جب اردو نثر بالکل ابتدائی دور میں تھی، لیکن شاہ صاحب کی عبارت ایسی سادہ، سلیس، شگفتہ اور دل کش ہے کہ (چند مخصوص الفاظ و محاورات کو چھوڑ کر) آج بھی ایسی دلکش کتاب لکھنا سہل نہیں ہے۔ یقین ہے کہ اردو زبان نشو و ارتقاء کے مزید مدارج طے کرنے کے بعد بھی۔ ''تقویۃ الایمان'' کو بلحاظ اسلوب اپنا ایک گراں بہا سرمایہ تصور کرے گی۔'' (مقدمۃ الطبع تقویۃ الایمان، شائع کردہ مکتبۃ الفہیم، مئو ص ۲۴)

مولانا مہر رحمہ اللہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''کتاب کی از سر نو ترتیب و تہذیب کے اصول و حدود کے متعلق بعض اصحاب علم و فضل سے مفصل گفتگوئیں ہوئیں، جو اس بارے میں رائے دینے کے اہل تھے، بعض کا خیال تھا کہ غیر متداول الفاظ و محاورات بدل دیئے جائیں، اور بعض پیچیدہ عبارتوں میں اتنی ترمیم ضرور کردی جائے کہ ان کا مفہوم عہد حاضر کی اردو کتابوں کے مطالعہ کی عادی طبیعتوں پر بے تکلف واضح ہوجائے... **لیکن عمیق غور و فکر کے بعد یہی مناسب ہوا کہ کسی حصے میں کوئی ترمیم نہ کی جائے، اور متن کو انتہائی تحقیق و کاوش سے درست کر کے بجنسہ چھاپ دیا جائے**... صرف اتنا کیا جائے کہ شاہ شہید رحمہ اللہ کے عہد کے طریق املا کو اختیار کیا جائے،... اور پوری کتاب میں جا بہ جا مروجہ رموز و اوقاف لگا دیئے جائیں کہ جملے اور فقرے ممتاز رہیں۔'' (ص ۲۹)

مولانا مہر رحمہ اللہ کی اس قطعی ترجیح اور حتمی فیصلہ کے باوجود متعدد اشاعتی اداروں نے آپ کے مقدمہ کے ساتھ جو ''تقویۃ الایمان'' شائع کی ہے اور کر رہے ہیں اس کا متن بجنسہ اصل کے مطابق نہیں ہے، بلکہ پوری کتاب میں عبارت ترمیم شدہ ہے، جو غیر ضروری تو ہے ہی اکثر بلا ضرورت بھی ہے، بلکہ بعض بعض مقالات میں خواہ مخواہ حذف و اضافہ بھی ہے، اور بعض عبارتوں میں تو ترمیم مولف کی منشا و مراد کے خلاف بھی ہے۔ سطور ذیل میں اس طرح کے کچھ نمونے پیش کیے جا رہے ہیں، کتاب کے اول و آخر سے پہلی قسم کے یعنی بلا ضرورت ترمیم کے کچھ نمونے پیش کیے جا رہے ہیں، کتاب کے اول و آخر سے پہلی قسم کے یعنی بلا ضرورت ترمیم کے بطور مثال صرف تین نمونے پیش کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے، اسی سے دیگر مقامات کا حال بھی معلوم کیا جا سکتا ہے، کیونکہ ان سب کا حال بھی کم و بیش کچھ ایسا ہی ہے، ملاحظہ ہو:

(۱) (اصل عبارت) الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کا کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا دین بتایا، اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی، اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا، اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا۔'' (تقویۃ الایمان، شائع کردہ مکتبہ نعیمیہ مئو ۱۸۹۰ ص ۳)

(ترمیم شدہ عبارت): الٰہی تیرا ہزار بار شکر ہے کہ تو نے ہم پر بے شمار نعمتیں برسائیں، ہمیں اپنے سچے دین کی رہبری فرمائی، سیدھی راہ پر چلایا، موحد بنایا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا، دین کا شوق دیا۔'' (تقویۃ الایمان، شائع کردہ مجلس الدعوۃ الاسلامیۃ دہلی ص ۱۲) وشائع کردہ مکتبہ الفہیم مئو ۱۳، یہ ایک پاکستانی جدید ایڈیشن کا عکس ہے)

(۲) (اصل عبارت): اما بعد سنا چاہیے کہ آدمی سارے، اللہ کے بندے ہیں، اور بندہ کا کام بندگی ہے، جو بندہ کہ بندگی نہ کرے وہ بندہ نہیں، اور اصل بندگی ایمان کا درست کرنا ہے کہ جس کے ایمان میں کچھ خلل ہے اس کی بندگی قبول نہیں۔'' (ص ۱۳)

(ترمیم شدہ عبارت): اما بعد انسان سب ہی اللہ کے بندے ہیں، بندے کا کام بندگی بجالانا ہے، جو بندہ بندگی سے جی چرائے وہ بندہ نہیں۔ بندگی کا دار و مدار

ایمان کی اصلاح پر ہے، جس کے ایمان میں خلل ہے اس کی بندگی غیر مقبول ہے۔'' (مجلس الدعوۃ ایڈیشن، ص۲۲، الفہیم ایڈیشن ص۲۳)

تقریباً آخر کتاب میں یہ حدیث شریف منقول ہے: **عن عبدالله بن عباس قال سمعت رسوله الله صلى الله عليه وسلم يقول: اشد الناس عذابا يوم القيامة من قتل نبيا، أو قتله نبى، أو قتل أحد والديه، والمصورون، وعالم لا ينفع بعلمه،** اس حدیث کے ترجمہ کے بعد فائدہ کے عنوان سے یہ عبارت ہے:

(۳) (اصل عبارت): یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گنہ گاروں میں داخل ہے، یہاں سے تصویر بنانے والوں کا گناہ سمجھنا چاہیے، کہ یزید وشمر نے تو پیغمبر کو نہیں مارا بلکہ پیغمبر کے نواسے اور امام وقت کو کہ پیغمبر کا نائب تھا۔ اور تصویر بنانے والے کو خود پیغمبر کے قاتل کا سا گناہ، تو وہ یزید وشمر سے بدتر ہے۔'' (ص۹۴)

(ترمیم شدہ عبارت): یعنی تصویر بنانے والا بھی ان بڑے بڑے گناہوں میں داخل ہے، تو جو گناہ قاتل پیغمبر کو ہوگا، وہی گناہ تصویر بنانے والوں کا بھی ہوگا'' (مجلس الدعوۃ ایڈیشن ص۱۲۱، الفہیم ایڈیشن ۱۳۲)

مذکورہ نمونوں میں بھی ناظرین دیکھ رہے ہیں کہ صرف تارید (یعنی تقویۃ الایمان کی قدیم اردو اور اسلوب کو موجودہ زمانہ کی اردو اور اسلوب میں بدلنے اور ''اردووانے'' ہی کی سعی نامشکور نہیں کی گئی ہے، بلکہ بعض کلمات اور جملے خواہ مخواہ کے لئے حذف بھی کر دیئے گئے ہیں، مؤلف کی مراد ومنشا کے خلاف حذف واضافے کے بعض مزید نمونے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۴) (اصل عبارت): سو سمجھنا چاہیے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے مقابل جانے، بلکہ شرک کے معنی یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں پر نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں، وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی، جیسے سجدہ کرنا، اور اس کے نام کا جانور کرنا، اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا، اور ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا، اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی، سوان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے، اگر پھر اس کو اللہ سے چھوٹا سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ'' (ص۱۲)

(ترمیم شدہ عبارت): شرک یہی نہیں ہے کہ کسی کو اللہ کے برابر یا اس کے مقابل کا مانا جائے بلکہ شرک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں اللہ پاک نے اپنی ذات وصفات کے لئے مخصوص فرمائی ہیں اور بندوں پر بندگی کی علامتیں قرار دی ہیں، انھیں غیروں کے آگے بجالایا جائے، مثلاً سجدہ، اللہ کے نام کی قربانی، منت، مشکل کے وقت پکارنا، اللہ تعالیٰ کو بذاتہ ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا، قدرت وتصرف میں دوسروں کا بھی کچھ حصہ جاننا، سب شرک کی مختلف قسمیں ہیں، سجدہ صرف ذات اقدس کے لئے مخصوص ہے، قربانی اسی کے لئے کی جاتی ہے، منت اسی کی مانی جاتی ہے، مشکل کے وقت اسی کو پکارا جاتا ہے، وہی ہر جگہ حاوی ونگراں ہے، اور ہر طرح کا تصرف واختیار اسی کے قبضے میں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی صفت غیر اللہ میں بھی مانی جائے تو شرک ہے، گو اس کو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھا جائے، اور اللہ کی مخلوق اور اس کا بندہ ہی مانا جائے۔'' (مجلس الدعوۃ ایڈیشن ص۳۱، الفہیم ایڈیشن ص۴۲)

اس ترمیم میں خط کشیدہ پہلا کلمہ، نیز بعد کی پوری خط کشیدہ عبارت اصل پر زائد ہے، پہلی خط کشیدہ زیادتی تو مؤلف کی مراد ومنشا کے خلاف ہے، مؤلف رحمہ اللہ نے فقط ''ہر جگہ حاضر وناظر'' لکھا ہے، اور آگے اس کا معنی ومطالب یہ بیان کیا ہے کہ ''ہر جگہ حاضر وناظر رہنا (یعنی) ہر چیز کی خبر بروقت برابر رکھنی، دور ہو یا نزدیک، چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں، یہ اللہ کی شان ہے اور کسی کی شان نہیں۔'' (ص۱۳)

معلوم ہوا کہ ''اللہ کے ہر جگہ حاضر وناظر ہونے'' سے شاہ شہید کی مراد ''حاضر بعلمہ'' ہے نہ کہ ''حاضر بذاتہ'' اس لئے یہاں ترمیم شدہ عبارت میں ''بذاتہ'' کا اضافہ کر دینا اور یہ لکھ دینا کہ ''اللہ کو ہر جگہ بذاتہ حاضر وناظر سمجھنا'' بالکل غلط ہے، اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ومنشا کے قطعی خلاف ہے، واضح رہے کہ مذکورہ عبارت میں اس صفت کا ذکر ان صفات کے سیاق میں ہے جن کو اللہ نے اپنے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ اس ترمیم میں کچھ اور خلل بھی ہے، جو اہل علم پر مخفی نہیں۔

(۵) (اصل عبارت): اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اس میں یوں پڑھتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ، یعنی اے شیخ عبدالقادر تم دو کچھ اللہ کے واسطے، یہ لفظ نہ کہا چاہیے، ہاں اگر یوں کہے یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے۔ (ص۸۲)

(ترمیم شدہ عبارت): لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے، ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئا للہ''، یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مراد پوری کرو، یہ شرک ہے اور کھلا شرک ہے۔ (مجلس الدعوۃ ایڈیشن ص۱۰۷، الفہم ایڈیشن ص۱۲۰)

اس میں بلا ضرورت الفاظ کی ترمیم کے علاوہ مؤلف رحمہ اللہ کی منشا کے خلاف آخری حصہ حذف کر دیا گیا ہے، اور شاہ شہید کے اسلوب میں جو تلطف ولینت ہے، وہ اس میں نہیں ہے۔

تنبیہ: علامہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ لکھا ہے کہ: اگر یوں کہے یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے تو بجا ہے'' ۔ تو یہ ان لوگوں کے مسلک کے مطابق ہے جو انبیاء کرام اور صلحائے امت کا اس طرح وسیلہ درست جانتے ہیں، مگر تحقیقی اور صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ بھی جائز اور درست نہیں ہے، یہ نہ کتاب وسنت سے ثابت ہے، نہ صحابہ

وتابعین سے نہ ائمہ متبوعین سے، امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں: لا ینبغی لأحد أن یدعوا للہ الابہ، یعنی اللہ سے بس اسی کے واسطے سے دعا کرنی چاہیے، نیز فرماتے ہیں کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ ان الفاظ میں دعاوتوسل کرے: اللھم انی اسألک بحق فلان. یا اللھم انی أسألک بحق انبیائک ورسلک، (فتاوی عالمگیری، درمختار، شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

(٦) (اصل عبارت): پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب ناموں میں اچھا نام عبداللہ، اور عبدالرحمٰن ہے۔ یعنی عبداللہ کے معنی بندہ اللہ کا، اور عبدالرحمٰن کے معنی بندہ رحمان کا، سوا سی میں داخل ہے عبدالقدوس، عبدالخالق، خدابخش، اللہ دیا، اللہ داد، غرض جس نام میں اللہ کی طرف نسبت نکلے، خصوصاً اللہ کے ویسے نام کا ذکر ہو کہ اور کسی کے لئے نہیں بولتے۔'' (یعنی اللہ کے اسمائے حسنی۔ف)، (ص٨٣)

(ترمیم شدہ عبارت): ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے بہت ہی پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، اللہ کا بندہ یا رحمٰن کا بندہ۔ کتنا پیارا نام ہے، انہی ناموں میں عبدالقدوس، عبدالخالق، الٰہی بخش، اللہ دیا، اللہ داد وغیرہ داخل ہیں، جن میں اللہ کی طرف نسبت ظاہر ہوتی ہے۔'' (مجلس الدعوۃ ایڈیشن ص١٠٨، الفہیم ایڈیشن ص١٢١)

اس ترمیم شدہ عبارت میں اصل عبارت کا نہایت مفید آخری حصہ خواہ مخواہ حذف کردیا گیا ہے۔ اور شاہ صاحب کے بیان کردہ مفہوم ومعنی میں جو تعمیم ہے وہ ترمیم شدہ عبارت میں نہیں ہے۔

(٦) (اصل عبارت): ''حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں، لونڈی نہ کھاوے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو، وہ نہ کھاوے...'' (ص١٨)

(ترمیم شدہ عبارت: بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں، لونڈی نہ کھائے، اور شوہر والی عورت نہ کھائے...''، (مجلس الدعوۃ ایڈیشن ص٣٨، الفہیم ایڈیشن ص٤٨)

اصل عبارت میں ''دوسرا خصم'' کا مطلب ہے پہلے شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی سے ''دوسرا شوہر'' بنابریں یہاں ''دوسرا خصم کیا ہو'' کو مطلق شوہر والی عورت سے ترمیم وتعبیر کرنا، ظاہر ہے کہ غلط ہے۔

تنبیہ: ''بی بی'' سے مراد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، ''صحنک'' مٹی کا برتن۔ پلیٹ، یہ ایک قسم کا کھانا تھا جو بدعتیوں کے یہاں سیدہ فاطمہؓ کے نام پر پکایا جاتا تھا اور صحنک میں رکھ کر سیدہ فاطمہؓ کو نیاز کیا جاتا تھا، اسی نیاز کو ''بی بی کی صحنک'' کہا جاتا تھا، اس کے لئے بہت کچھ شرطیں لگا رکھی گئی تھیں، لہٰذا منجملہ ایک بنیادی شرط یہ تھی کہ اس میں صرف عورتیں ہی شریک ہوسکتی تھیں، اور خاص عورتیں ہی کھا سکتی تھیں۔

کہا جاتا ہے کہ یہ رسم مغل بادشاہ نورالدین جہانگیر کے عہد میں شروع ہوئی، اس کا عہد حکومت ١٦٠٥ء تا ١٦٢٧ء ہے، جہانگیر نے جب امیر شیر افگن کی وفات کے بعد اس کی بیوہ مہرالنساء سے شادی کی، جس کو بعد میں نور جہاں کا لقب ملا، اور اس کا اثر ورسوخ امور سلطنت میں بہت کچھ بڑھ گیا، تو دربار شاہی کی بعض دیگر بیگمات نے یہ رسم ایجاد کی، اور شرط یہ رکھی کہ اس نیاز میں وہی عورتیں شریک ہوں گی جنھوں نے نکاح ثانی نہ کیا ہو، مقصود اس سے درحقیقت نور جہاں کی سبکی اور توہین کرنی تھی، کیونکہ اس کی جہانگیر سے یہ دوسری شادی تھی۔

شاہ شہید کے وعظ وتبلیغ اور نقد ونکیر سے اس بدعت کی بتدریج اصلاح ہوئی اور اس کا استیصال ہوا، اسی طرح بیوہ کے دوسری شادی کرنے کو بھی ہندوؤں کے اثر سے مسلم معاشرہ میں بھی معیوب سمجھا جانے لگا تھا۔ شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وعظ وتبلیغ سے اس کی بھی اصلاح ہوئی اور خاتمہ ہوا، ان دونوں بری رسموں اور ان کی اصلاح سے متعلق، شاہ شہید رحمہ اللہ کی مدح ومنقبت میں کہے گئے مولوی محمد حسین متخلص بہ فقیر کے طویل قصیدہ سے چند متعلقہ اشعار ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں:

ایک جگہ ہنستے ہیں فرماتے تھے مولانا وعظ
پیرزن ایک ہوئی سن کے غضبناک بہت
اور کہنے لگی یہ مولوی ایسا پھرسے
اس نے رانڈوں کے تواے لوگوں کھودیئے مت
دانہ بیوی کا جو کھاتے تھے وہ محروم ہوئے
کیونکہ ہر رانڈ ہوتی اب تو دوخصمی عورت
اس کو نرمی سے سمجھایا ، نہ کیجئے غصہ
مجھ کو کہنے میں نہیں اپنی طرف سے جرأت
بلکہ فرماتے ہیں یوں بیوی کے باوا صاحب
میں جو کہتا ہوں یہ سب کچھ ہے پیام حضرت
اور سب چھوٹ گئیں آپ کے سمجھانے سے
رسم بد شادیوں کی اور غمی کی بدعت

مذکورہ شعر میں بیوی سے اشارہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور کھانے سے مراد اوپر مذکور ''بی بی صحنک'' والی نیاز ہے۔ (قصیدہ کے لئے دیکھیں ''اہل حدیث اور سیاست'' ص٧٩)

البتہ مولانا مختار احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ''تقویۃ الایمان'' میں تارید☆ وتسہیل اصل سے قریب تر ہے، ترمیم کم ہی ہے، یہ نسخہ پہلے مولانا کے ادارہ ''الدار السّلفیۃ'' (ممبئی) سے شائع ہوا۔ اور اب ان کے خلف الرشید مولانا اکرم مختار ندوی کے ادارہ ''دارالعلم'' (ممبئی) سے شائع ہورہا ہے۔ تقبل اللہ خلوصہم وجھودہم

☆ تارید: یعنی اردوانا، اردو الفاظ واسلوب بدلنا۔

مولانا حافظ عبدالواحد مدنی
ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو و پانڈیچری

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا دوروزہ دعوتی، تعلیمی اور تنظیمی دورہ تمل ناڈو

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو و پانڈیچری کی تنسیق سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مورخہ 9/ اگست 2025ء کو بنگلور سے مدراس، چنئی پہونچے۔صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو و پانڈیچری کے ناظم اعلی حافظ عبدالواحد عمری مدنی اور صوبے کے خازن جناب ایم اے فہیم صاحب نے امیر محترم کا استقبال کیا۔شہر چنئی مدراس پہنچنے کے فورا بعد بہت کم وقت ہی ملا کہ کچھ دیر سستا لیتے آرام کر لیتے۔لیکن اپنوں سے ملاقات کے شوق اور جماعت و جمعیت کے احباب سے ملنے کی جستجو کی وجہ سے جلد سے جلد ہوٹل سے نکلنا پڑا۔امیر محترم کی شخصیت ایسی ہے کہ ان سے ملاقات اور گفتگو کے بعد یقیناً ہر آدمی کو احساس ہوتا ہے کہ وہ اسی طرح فعال ہوکر جمعیت کا کام کرے اور خلوص دل کے ساتھ صحیح عقیدے کی ترویج واشاعت میں حصہ دار بنے۔اللہ ہر ایک کو توفیق دے۔آمین

حسب پروگرام عصر بعد امیر محترم کا پہلا خطاب تاریخی مسجد چار مینار اہل حدیث میں ہوا، جو لگ بھگ 25 منٹ تک جاری رہا۔سارا خطاب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''الدین النصیحۃ'' کی شرح پر مشتمل تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے۔'' ہم (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے پوچھا: کس کی (خیر خواہی؟) آپ نے فرمایا: ''اللہ کی، اس کی کتاب کی، اس کے رسول ﷺ کی، مسلمانوں کے امیروں کی اور عام مسلمانوں کی (خیر خواہی۔)'' [صحیح مسلم/ کتاب الایمان/ حدیث: 196]

مسجد چار مینار اہل حدیث بہت قدیم مسجد ہے۔1881ء میں اس مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو اور پانڈیچری کی عمارت بننے سے پہلے صوبائی جمعیت اہل حدیث کا دفتر اسی مسجد میں ہوا کرتا تھا۔بہت سارے علماء کرام کا قیام بھی یہیں ہوتا تھا۔اس مسجد سے ہمارا خاص تعلق اس لیے بھی ہے کہ یہ مسجد وہ جگہ ہے جس کے صحن میں ہماری بود و باش ہوئی اور جس مسجد کے مکتب میں ہم نے ابتدائی کتابیں پڑھیں اور یہی وہ مسجد ہے جس میں 15 سال سے زائد عرصہ تک والد محترم جناب عبدالحفیظ بن منشی عبدالرحیم صاحب نے مؤذن کی خدمت انجام دی اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب مسجد کی امامت مولانا عبدالحافظ عمریؒ صاحب کے ذمہ تھی اور تولیت حاجی عبدالسبحان صاحب ہڈی والے سنبھالے ہوئے تھے۔اللہ تعالی ان ہستیوں کی قبروں کو نور سے بھر دے۔آمین

مسجد چار مینار اہل حدیث میں امیر محترم نے ذمہ داروں سے بھی ملاقاتیں کی۔متولی جناب نوشاد صاحب، رکن شوری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند جناب پی عطاء اللہ پاشا صاحب، جناب عطاء الرحمٰن صاحب اور متعدد علماء کرام بھی اس موقع پر موجود تھے۔امیر محترم کا خطاب بھی بڑا ہی موثر تھا۔حدیث رسول کی بڑی موثر تشریح کی گئی۔چونکہ عصر بعد اصل پروگرام صوبائی جمعیت اہل حدیث کے مرکز میں تھا اسی لیے آپ اپنی تقریر کو طول نہ دے سکے، لیکن بات ادھوری بھی نہ رہی۔جس نے بھی سنا بتوفیق الٰہی ضرور متاثر ہوا۔کیونکہ مرکز اور مرکزی امیر کی احباب جماعت اور جمعیت کے دلوں میں ایک جداگانہ حیثیت ہوتی ہے۔افراد جماعت جب ان دونوں سے وابستہ ہو جاتے ہیں تو پھر ان کے اندر کام کرنے اور اپنے مقصد کی طرف آگے بڑھنے کا شوق بھی بڑھ جاتا ہے۔امیر محترم نے اپنی تقریر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے صبر و ثبات کا ذکر فرمایا اور بتلایا کہ حق پر ڈٹے رہنا کیا ہوتا ہے؟ اس تقریر کے بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت ہم صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو اور پانڈی چیری کے دفتر پہونچے۔الحمدللہ یہاں کافی لوگ جمع تھے۔خصوصا صوبائی جمعیت اہل حدیث تمل ناڈو و پانڈیچری کے امیر شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ۔اسی طرح نائب امراء ڈاکٹر حمید اللہ جیلانی صاحب، ریٹائرڈ ایس پی جناب نذیر احمد صاحب، جناب مولوی راز محمد منبعی صاحب، سرپرست جماعت و جمعیت صوبہ تمل ناڈو جناب احسان اللہ صاحب باوٹا، شیخ اسد اللہ عثمان عمری مدنی حفظہ اللہ صدر مرکز السلام لنشر الاسلام، شیخ انصر مکی صدر مرکز العلوم والحکم وغیرہ۔

اس موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم کے علاوہ اور بہت سارے علماء کرام اسٹیج کی زینت رہے۔خاص کر امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ۔آپ نے صوبہ تملناڑو میں اہل حدیث کی تاریخ کے عنوان پر خطاب کیا۔خطاب بڑا ہی معلوماتی اور پر مغز تھا۔اسی طرح شیخ حافظ اسد اللہ عثمان بیگ عمری مدنی صاحب نے بھی خطاب کیا۔ان کا عنوان تھا ایک ہو جائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبیں۔اسی طرح ناظم اعلی صوبائی جمعیت اہل حدیث حافظ عبدالواحد بن عبدالحفیظ عمری مدنی نے خطاب کیا کہ فتنوں سے کیسے بچا جائے؟ اور آخر

میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر حفظہ اللہ نے جماعت اور جمعیت سے جڑے رہنے کی کیا کیا برکتیں ہیں؟ اس موضوع پر خطاب کیا۔ عشاء کی نماز تک مجلس چلتی رہی۔ عشاء کی نماز کے بعد مجلس کا اختتام عمل میں آیا۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ کا یہ پہلا مصروف ترین دن تھا، جو اختتام کو پہونچا۔ جس میں جماعت اور جمعیت کی بہت ساری شخصیتوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور شیخ کے علمی محاضرات ہوئے جن سے کافی لوگ مستفید ہوئے۔

چونکہ دوسرے دن بتاریخ 10 اگست 2025 کو دو اہم پروگرام طے تھے، اس لئے بعد نماز فجر چنئی سے بذریعہ کار ہم روانہ ہوئے۔ شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ امیر کارواں تھے اور مہمان خصوصی شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی اور صوبائی جمعیت کے خازن ایم اے فہیم صاحب جو خود اپنی کار ڈرائیو کر رہے تھے اور راقم شریک قافلہ تھے۔ ہماری پہلی منزل مادر علمی جامعہ دارالسلام عمر آباد تھی۔ سرراہ جب ناشتے کا وقت آیا تو میں نے شہر ویلور کی جمعیت کے ایک سرگرم کارکن جناب شہادت حسین صاحب سے گزارش کی تھی کہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ناشتے کے سارے انتظامات کر لئے جائیں، تاکہ وقت کی بچت ہو اور ہم بروقت جامعہ دارالسلام پہنچ سکیں۔ کیونکہ ارباب جامعہ کے یہاں وقت کی پابندی سب سے اہم بات ہوتی ہے۔

جناب شہادت حسین صاحب جو ماربل کے تاجر ہیں، خاموش طبیعت انسان ہیں، علماء کرام اور جماعتی احباب سے بڑی عقیدت اور محبت رکھتے ہیں، ان کی دکان لب سڑک ''بیس ماربل'' کے نام سے جانی مانی جاتی ہے۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد ہم لوگ مادر علمی جامعہ دارالسلام عمر آباد کی طرف چل پڑے۔ جامعہ کے موقر ذمہ داران اور نظماء نے اساتذہ اور طلباء نے ہمارے اس وفد کا والہانہ استقبال کیا۔ جزاھم اللہ خیرا واحسن الجزاء

جامعہ دارالسلام عمر آباد میں امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے جامعہ کے ہال میں طلبہ اور اساتذہ سے خطاب کیا۔ 45 منٹ تک یہ خطاب جاری رہا۔ اسٹیج پر جامعہ کے روح رواں اور معتمد عمومی کاکا انیس احمد عمری صاحب حفظہ اللہ، شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ اور ناظم جامعہ دکتور عبداللہ جولم حفظہ اللہ اور اسی طرح نائب ناظم شیخ حافظ عبدالعظیم عمری مدنی حفظہ اللہ، معاون نائب ناظم حافظ ابراہیم ہنچالی عمری حفظہ اللہ اور دکتور الیاس اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ، شیخ رفیع اللہ کلوری صاحب، جناب کاکا خالد صاحب ٹرسٹی حفظہ اللہ، جناب ایم اے فہیم صاحب اور اسی طرح جامعہ کے کبار اساتذہ میں شمار ہونے والے شیخ حافظ عمیر عمری مدنی حفظہ اللہ شریک رہے۔

امیر محترم شیخ اصغر علی سلفی حفظہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ زندہ اور بیدار قومیں وہ ہوتی ہیں جو اپنے نونہالوں کی تربیت کرتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جامعہ دارالسلام عمر آباد اپنی کئی حیثیتوں سے بہت ممتاز ہے، یہاں آکر بڑی خوشی ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے پر مغز خطاب میں بہت سارے علماء اور سلف صالحین کے آثار نقل فرمائے۔ لیکن ایک بات کا افسوس کا اظہار کیا کہ اس سے پہلے جب آتے تھے تو اس کے حقیقی روح رواں، امید بہار اور شجر سایہ دار کو دیکھنے کا موقع ملتا تھا۔ ان کو نہ پاکر ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہوں، آنکھیں ان کو ڈھونڈتی رہیں۔ لیکن حقیقی تسلی تو یہ ہوتی ہے (ان کے لیے کہ) جو ان کے بعد آئیں فرمان الٰہی کے مطابق جو کہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے (59.:10)

یہ سلفی منہج کا بہت خاص نسخہ ہے، پھر بھی لوگ ہمیں ہی مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ ہم بزرگوں کی عزت نہیں کرتے۔ اسی طرح آپ نے طلبہ جامعہ کو نصیحت کی اور تاکید کی کہ اپنے وقت کی قدر کریں، معاملات کو کل پر نہ چھوڑیں، اس لیے کہ طالب علم کی زندگی میں کل نہیں آتا ہے اور آخر میں شیخ محترم نے بتایا کہ مولانا کاکا سعید صاحب رحمہ اللہ نے جو کام چھوڑا ہے جو مشن چھوڑا ہے اور جو اپنی زندگی میں کرتے رہے ہیں اس کے ساتھ ہم رہیں اسے مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔ شیخ محترم نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر ہم کم از کم درود پڑھتے رہیں اور بتایا کہ صدور حقیقت میں وہ ہوتے ہیں جو جاگتے ہیں اور سبھی کو جگاتے ہیں۔ جو لوگ مال کے لیے علم حاصل کرتے ہیں وہ مفلسی کا چہرہ دیکھیں گے اور وہ افلاس کا شکار ہوں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث ''خیرکم من تعلم القران'' پر کہا کہ سب سے بہترین علم تو قرآن کا علم ہے، لیکن اس بہترین علم کے حصول کے لیے جو پیسہ خرچ کیا جاتا ہے وہ لوگوں کے مالوں کی زکوۃ ہے اور وہ زکوۃ بھی آج مدارس کو بڑی مشکل سے ہی ملتی ہے۔ لوگ آج اسے دینے سے کترا رہے ہیں، ایسا تو نہیں ہونا چاہیے۔

امیر محترم نے دعائیہ کلمات کے ذریعے سے اپنے خطاب کو ختم کیا کہ اللہ تعالی اس جامعہ اور اس چمن کو شاد وآباد رکھے اور اللہ تعالی سے دعا فرمایا کہ اللہ تمام ملک کے اداروں کو جہاں بھی ہوں جس کی نگرانی میں بھی چل رہے ہوں، اللہ تعالی ان اداروں کی حفاظت فرما۔ آمین۔ اور اسی طرح امیر محترم نے معتمد جامعہ کاکا انیس احمد صاحب عمری اور شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ اور اسی طرح شیخ عبدالواحد عمری مدنی حفظہ اللہ اور اسی طرح بالخصوص جن کی دعوت پر شیخ محترم تشریف لائے تھے، جنہوں نے پرنامبٹ آنے کی دعوت دی تھی دکتور الیاس اعظمی حفظہ اللہ رکن شوری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، اسی طرح جتنے بھی علماء کرام اسٹیج پر موجود تھے، سب کا آپ نے شکریہ ادا کیا۔

خطاب سے فارغ ہونے کے بعد جامعہ دار السلام عمر آباد کے بہت سارے ذیلی اداروں کا دورہ ہوا، جن میں جامعہ کا ہسپتال بھی ہے جو اپنی اعلی سہولتوں اور

معیاری علاج کے لئے مشہور ہے۔سارے علاقے میں اولین نمبر پر ہے، کافی امراض کا یہاں علاج ہوتا ہے۔کم خرچ میں عمدہ علاج و معالجہ کی سہولت دستیاب ہے۔معتمد عمومی کا کا انیس صاحب نے پورے ہسپتال کا دورہ کروایا۔وہاں کے سارے شعبہ جات کا مشاہدہ کروایا اور وہاں موجود ڈاکٹروں سے ہم نے بات کی۔اس ہسپتال میں بلا تفریق مذہب سارے لوگ علاج معالجے کے لئے آتے ہیں اور اس سے مستفید ہوتے ہیں۔اس کے مشرف اعلیٰ جناب کا کا حامد صاحب ہیں جو جامعہ کے شریک معتمد بھی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے۔آمین

اسی طرح جامعہ کے ماتحت چلنے والے ہائی سیکنڈری اسکول برائے طلبہ اور طالبات کی دو الگ الگ عمارتیں ہیں الگ الگ جگہوں پر، جو طلباء کے لیے الگ اور طالبات کے لیے الگ ہیں۔ان اسکولوں کے کرسپانڈنٹ جناب کا کا فہیم احمد صاحب ہیں اور بھی دیگر ممبران میں سے ایک ممبر جناب کا کا ارشاد صاحب بھی ہیں۔اسی طرح ایک اور ممبر زیڈ نظام الدین صاحب جو مولانا ظہیر الدین اثری رحمانی غفر اللہ لہ کے فرزند ارجمند ہیں۔وہ بھی ممبران میں شامل ہیں۔اللہ ان سب کو جزائے خیر دے۔آمین

اسی طرح محمدیہ اسکول بھی جانا ہوا جو جامعہ کے ماتحت ہی چلتا ہے،اس میں بھی لگ بھگ 300 سے زائد طلباء مسلم اور غیر مسلم پڑھتے ہیں اور اس ادارے کی نگرانی جناب کا کا خالد صاحب کے ذمہ ہے۔بہر حال اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے ادارے ہیں جو وقت کی تنگی کی وجہ سے ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکے۔پھر ہم نے عمر آباد کی قدیم مسجد میں نماز ظہر ادا کی۔ظہرانے کا نظم منتظمین جامعہ کی جانب سے''عمر منزل'' میں کیا گیا تھا، جو کافی پرتکلف تھا۔اس میں شیخ الجامعہ اور نظماء جامعہ اور بعض کبار اساتذہ شریک رہے۔اللہ عزوجل اس پورے خاندان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے، ان کے لیے خصوصی رحمتوں کا نزول فرمائے، ان کے جسموں میں صحت اور مالوں میں برکت عنایت فرمائے۔آمین

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ہمارا سفر دونوں امراء صوبائی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر کے ساتھ پرنامبٹ کے لئے تھا، جہاں ایک نئی اہل حدیث مسجد کا افتتاح تھا۔جو مسجد احسان کے نام سے موسوم ہے۔عصر کی نماز شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ کی امامت میں پڑھنی تھی، اسی لیے بغیر کسی تاخیر کے پرنامبٹ پہنچنے کی جلدی تھی۔لگ بھگ 13 کلومیٹر کا فاصلہ تھا جو 15 منٹ میں طے ہونا تھا۔مسجد احسان گلزار گلی پرنامبٹ میں واقع ہے۔مجھے یاد پڑتا ہے کہ ابھی تو کل کی بات تھی کہ ہم نے اس کی خالی زمین کا دورہ کیا تھا اور ایسی زمین جہاں پر کچھ نہیں تھا۔ہم نے وہاں کھڑے ہو کر ویڈیو بنائی تھی اور لوگوں کو دعوت دی تھی کہ وہ اس مسجد کے تعمیر میں حصہ لیں اور چند ہی مہینوں کے بعد بڑی محنت اور لگن اور جہد مسلسل کے ساتھ احباب جماعت اور جمعیت نے کام کیا۔جس کے روح رواں کا کا شبیر احمد صاحب اور ان کے ساتھی تھے، جیسے جناب فضل الرحمٰن صاحب، جناب فیض الرحمٰن صاحب اور اسی طرح جناب شکیل احمد صاحب اور بھی بہت سارے احباب تھے، جنہوں نے بڑی محنتیں اور لگن کے ساتھ کام کیا کہ یہ مسجد جلد سے جلد بن جائے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آج وہ مسجد مصلیوں سے بھری پڑی ہے۔عصر کی نماز با جماعت فضیلۃ الشیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ کی امامت میں پڑھی گئی۔بعد نماز عصر اجلاس کی کاروائی کا آغاز ہوا۔حافظ قاری ملیح الرحمٰن عمری نے تلاوت کلام پاک کیا۔

ناظم اجلاس دکتور الیاس اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ تھے جو ویلور ڈسٹرکٹ کے امیر ہیں۔متعدد علماء کرام نے اس اجلاس سے خطاب کیا۔مثلاً شیخ الجامعہ، ناظم جامعہ دکتور عبداللہ جولم عمری مدنی صاحب، حافظ عبدالواحد بن عبدالحفیظ عمری مدنی حفظہ اللہ، حافظ زہیر احمد صاحب عمری حفظہ اللہ، حافظ جعفر علی صدیقی عمری مدنی حفظہ اللہ۔پھر چائے نوشی کے لئے وقفہ دیا گیا اور مغرب کی نماز ادا کی گئی۔مغرب کی نماز نائب ناظم جامعہ حافظ عبدالعظیم عمری مدنی صاحب کی امامت میں ادا کی گئی۔پھر دوبارہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا تو سب سے پہلی تقریر شیخ حافظ عبدالعظیم مدنی صاحب نے کی اور اسی طرح دوسری تقریر فضیلۃ الشیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ کی تھی اور پھر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی نے خطاب کیا اور دکتور الیاس اعظمی عمری مدنی حفظہ اللہ نے سارے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔پھر عشاء کی اذان دی گئی اور سارے لوگوں نے حافظ زہیر احمد عمری حفظہ اللہ کی امامت میں نماز عشاء ادا کی۔بعد نماز عشاء علماء کرام اور حاضرین کے لیے عشائیہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

عشائیہ کے بعد شیخ انیس الرحمٰن اعظمی عمری مدنی، ایم اے فہیم صاحب اور میں حافظ عبدالواحد بن عبدالحفیظ واپس چنئی کے لیے روانہ ہو گئے اور رات ساڑھے 12 بجے ہم چنئی پہنچ گئے الحمدللہ

امیر محترم جناب شیخ اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ پرنامبٹ ہی میں رہ گئے۔رات جناب پی اے بی حسن صاحب کے گھر گزاری اور صبح ناشتے کے وقت پرنامبٹ کے بہت سارے احباب سے ملاقاتیں کیں۔سب کے جذبات و خیالات اور حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوئے۔خصوصاً محترم میزبان جناب پی اے بی حسن صاحب، ان کے بھتیجے، ان کے داماد اور اہل خانہ کے حسن اخلاق اور سلوک و محبت سے بے حد متاثر ہوئے اور آپ نے ان سب کو''ایں خانہ ہمہ آفتاب'' کے مثل قرار دیا۔جن احباب سے ناشتے پر ملاقات ہوئی ان میں جناب کا کا شبیر احمد صاحب، جناب ندیم فضل الرحمٰن صاحب، جناب عبدالحی صاحب، جناب پی ایم فیض الرحمٰن صاحب، جناب نیاز احمد صاحب، جناب ابرار احمد صاحب، حافظ اسد اللہ صاحب اور محمد طلحہ صاحب قابل ذکر ہیں۔ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد امیر محترم نے کلیۃ

(بقیہ صفحہ ۳۱ پر)

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

ماہ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ کا چاند دیکھا گیا

نئی دہلی: ۲۴؍اگست ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی سے جاری اخباری بیان کے مطابق آج مورخہ ۲۹ صفر ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۴؍اگست ۲۰۲۵ء بروز اتوار بعد نماز مغرب اہل حدیث کمپلیکس، اوکھلا، نئی دہلی میں مرکزی اہل حدیث رؤیت ہلال کمیٹی دہلی کی ایک اہم میٹنگ منعقد ہوئی اور رؤیت ہلال ماہِ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ کے سلسلے میں حسب سابق ملک کے اکثر صوبوں کے ذمہ داروں اور ملی تنظیموں سے بذریعہ فون رابطے کیے گئے۔ چنانچہ ملک کے اکثر حصوں میں مطلع ابر آلود ہونے کے باوجود معروف ملی تنظیموں اور اشخاص سے رویت ہلال کی مصدقہ خبریں موصول ہوئیں اور ان سے تبادلہ خیال کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ کل بروز سوموار ۲۵؍اگست کو ربیع الاول کی پہلی تاریخ ہوگی۔ ان شاء اللہ

صوبہ پنجاب سمیت ملک کے مختلف حصوں میں شدید سیلاب سے ہوئی تباہی پر اظہار رنج وافسوس اور تعاون کی اپیل

دہلی: ۶؍ستمبر ۲۰۲۵ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اپنے ایک اخباری بیان میں صوبہ پنجاب سمیت ملک کے مختلف صوبہ جات؛ تلنگانہ، اتراکھنڈ، آسام وغیرہ کے متعدد مقامات پر غیر معمولی بارش کی وجہ سے پیدا ہوئی سیلاب کی بھیانک صورتحال اور اس کے نتیجے میں متعدد افراد کی ہلاکت، ہزاروں مکانات وفصلوں کی بربادی اور مویشیوں کی غرقابی پر اظہار رنج وافسوس اور مہلوکین کے ورثاء اور متاثرین سے اظہار ہمدردی کی ہے اور کہا ہے ان مقامات خصوصا پنجاب میں جب کہ سیلاب کی زد میں سینکڑوں گاؤں آچکے ہیں، سڑکیں، مکانات اور کھیت ڈوب گئے، مویشی بہہ گئے ہیں، نظام زندگی درہم برہم ہوگیا ہے، متعدد جانیں ہلاک ہوئیں ہیں اور بڑے پیمانے پر مالی تباہی ہوئی ہے، لوگ بڑے پیمانے پر امداد کے مستحق اور اہل خیر حضرات کی توجہ کے طالب ہیں۔ حکومتی سطح پر اور رضا کار تنظیموں کے ذریعہ امدادی کام کیا جارہا ہے لیکن تباہی اتنے بڑے پیمانے پر ہوئی ہے کہ وہ اس کے مقابلے میں ناکافی ہے۔ ایسے میں ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ بحیثیت انسان مصیبت کی اس گھڑی میں اپنے بھائیوں کی اشک سوئی کرے اور زیادہ سے زیادہ متاثرین کی امداد کی کوشش کرے۔

امیر محترم نے اپنے بیان میں متاثرہ علاقوں کے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ ان مشکل حالات میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور آپسی بھائی چارہ اور باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں اور دیش واسیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ بلا تفریق مذہب وملت اپنے بھائیوں کی مصیبت کی اس گھڑی میں دل کھول کر مدد کریں۔ ساتھ ہی صوبائی ومرکزی حکومتوں کے فوری راحت اور بچاؤ اقدامات کی ستائش کرتے ہوئے ان سے اپیل کی ہے کہ متاثرین کی راحت رسانی سے متعلق مزید بہتر سے بہتر انتظامات کیے جائیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے بھی اس موقعہ پر اہل حدیث ریلیف فنڈ کے ذریعہ اپنی ذیلی جمعیات اور آپ حضرات کے تعاون سے امداد وراحت رسانی کے کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس لیے آپ حضرات سے اپیل ہے کہ اپنی امدادی رقم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے آئی سی آئی سی آئی بنک اکاؤنٹ **Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind**، کھاتا نمبر **629201058685**، آئی ایف ایس سی کوڈ **ICIC0006292**، شاخ چاندنی چوک، دہلی میں جمع کریں۔

پریس ریلیز میں امیر محترم نے کہا گیا ہے کہ اس طرح کی آفات اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسانوں کو ایک تنبیہ اور قدرتی نظام کا حصہ ہیں۔ بسا اوقات انسان جب اپنے آپ کو مادی ترقی کے دم پر الٰہی قوانین سے بالاتر سمجھنے اور قدرت کی متعین کردہ حدود کو پھلانگنے لگتا ہے تو اس قسم کی آفات نازل ہوتی ہیں اور بے شمار معصوم لوگوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ ایسے میں انسانوں کو اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے اور اپنے پروردگار سے رشتہ استوار اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

قطر کی دارالحکومت میں بزدلانہ اسرائیلی حملے کی مذمت اور نیپال کی صورتحال پر اظہار تشویش

نئی دہلی، ۱۰؍ستمبر:

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے اخبار کے نام جاری ایک بیان میں گذشتہ کل قطر کی دارالحکومت دوحہ میں ایک عمارت پر بزدلانہ اسرائیلی حملہ کی سخت الفاظ میں مذمت کی ہے اور اسے کسی ملک کی خودمختاری پر حملہ اور ریاستی دہشت گردی قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ اسرائیل نے قطر میں ایسے وقت میں حملہ کیا جبکہ قضیہ فلسطین خصوصاً غزہ میں امن کے سلسلے میں امریکی تجویز پر غور وخوض ہورہا تھا جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسرائیل امن مساعی میں یقین نہیں رکھتا بلکہ وہ ظلم و جارحیت اور نسل کشی کی مہم کو خطے میں توسیع دینا چاہتا ہے جس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔ یہ مذموم حملہ فلسطین کو پس پشت ڈالنے اور امن مساعی کو سبوتاژ کرنے کی بڑی سازشوں کا پیش خیمہ ہوسکتا ہے۔ ایسے میں عالمی برادری کو آگے بڑھ کر اسے ظلم و جارحیت سے روکنے کی مؤثر عملی تدابیر کرنی چاہئے۔ تاکہ خطے کے امن واستحکام کو خطرہ لاحق نہ ہو۔ امیر محترم نے اپنے بیان میں قطری حکومت اور عوام سے دلی اظہار یکجہتی کی ہے اور کہا ہے کہ ہم ان کے غم اور درد میں برابر کے شریک ہیں۔

امیر محترم نے اپنے ایک دوسرے بیان میں پڑوسی ملک نیپال میں پیدا شدہ انارکی کی صورتحال پر بھی شدید تشویش کا اظہار کیا ہے اور بے بہا جانی ومالی نقصانات پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ نیز عوام وخواص سے امن وقانون کی صورتحال کو بحال رکھنے کی اپیل ہے۔

جماعتی خبریں

انتقال پر ملال: یہ خبر بڑے رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ مشہور ومعروف قدیم دینی درسگاہ جامعہ فیض عام مئو کے سابق ناظم اعلیٰ، سابق شیخ الجامعہ، مولانا مفتی حبیب الرحمٰن فیضی کے پوتے، مولانا اقبال محمدی کے بھانجے اور مئو کے مشہور تاجر عبیداللہ صاحب کی نیک وخوش خصال زوجہ کا مورخہ ۲۲؍اگست ۲۰۲۵ء کو بعمر ۴۸ سال انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نیک خاتون، صوم وصلوۃ کی پابند اور علماء کی قدر دان تھیں۔ جناب عبیداللہ صاحب کی اہلیہ کا انتقال یقیناً پورے اہل خانہ کے لئے صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے جملہ اعزہ ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق دے اور مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

وفات: یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ سنی گئی کہ ریاض احمد بن عبدالعلی مرحوم ساکن محلّہ ڈومن پورہ دھوبیانا کی اہلیہ اور حاجی ظہیرالدین تابش حجازی مرحوم کراؤن کی صاحب زادی کا بروز جمعرات ۴؍ستمبر کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نیک اور صوم وصلوۃ کی پابند تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی خطاؤں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ متعلقین اور جملہ اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ نماز جنازہ صبح دس بجے عیدگاہ اہل حدیث ڈومن پورہ پچھم میں ادا کی گئی۔ (ادارہ)

سماجی و رفاہی شخصیت وکیل احمد عرف راجو کو صدمہ: یہ خبر بڑے رنج وغم کے ساتھ دی جارہی ہے کہ مشہور سماجی ورفاہی کارکن جناب وکیل احمد عرف راجو مئو کی والدہ محترمہ کا مورخہ ۳۱؍اگست ۲۰۲۵ء کو مختصر علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وکیل احمد راجو غریبوں کی مدد، بیواؤں کا تعاون اور ضرورت مندوں کا علاج ومعالجہ اور دیگر دینی ورفاہی پروگراموں میں پیش پیش رہنے کی وجہ سے قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاموں کو دیکھ اور سن کر خوش ہوتے ہیں۔ ان کی والدہ کا انتقال یقیناً بڑا صدمہ ہے۔ لیکن اللہ کی مشیت پر راضی برضا رہنا ایک مسلمان کی پہچان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی لغزشوں وخطاؤں کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ (ادارہ)

معروف ملی وسماجی شخصیت مولانا عشرت جلال قاسمی صاحب کا سانحہ ارتحال: یہ خبر نہایت رنج وافسوس کے ساتھ سنی گئی کہ معروف ملی وسماجی شخصیت مولانا عشرت جلال قاسمی صاحب کا مورخہ ۳؍ستمبر ۲۰۲۵ء کو دوپہر پونے بارہ بجے میٹرو ہاسپٹل میرٹھ میں ہارٹ اٹیک کے سبب بعمر تقریبا 53 / سال انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم نہایت خلیق وملنسار، مہمان نواز، نستعلیق، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اور بلند ہمت انسان تھے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاز سے کافی دلچسپی رکھتے تھے اور جمعیت پروگراموں خصوصا آل انڈیا اہل حدیث کانفرنسوں میں سیکورٹی وغیرہ جیسی اہم ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دیتے تھے۔ ناچیز سے بڑی محبت کرتے تھے۔ معروف دینی دانشگاہ جامعہ ابوہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج اور اس کے دیگر تعلیمی وتربیتی اور علمی وتحقیقی اداروں سے گہری وابستگی تھی۔ شوگر اور ھارٹ کے مریض تھے۔ دیر رات ان کو اٹیک آیا اور انہیں میٹرو ہاسپٹل میرٹھ میں ایڈمٹ کیا گیا لیکن جانبر نہ ہوسکے۔ ان کے جنازہ کی نماز دوسرے دن (۸/ بجے صبح) وطن مالوف فریدنگر، غازی آباد یوپی میں ادا کی گئی۔

پسماندگان میں اہلیہ، دو صاحب زادے عاطف جلال، حمزہ جلال اور ایک صاحب زادی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس کا مکین بنائے، پسماندگان ومتعلقین خصوصا ان کی اہلیہ، دونوں بیٹوں، بیٹی، بھائی محمد آصف خان صاحب مدرس ڈی پی ایس نوئیڈا، بڑے چچا مولانا یامین صاحب، بہنوں اور اہل خاندان کو صبر وسلوان عطا فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ) شرکائے غم: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند و دیگر ذمہ داران

(بقیہ صفحہ ۲۹ کا)

بنات المسلمین کا دورہ کیا، جو ایک مشہور کلیہ ہے، جہاں مسلمان بچیاں پڑھتی ہیں۔ امیر محترم نے اس کا بھی دورہ کیا اور وہاں طالبات کو نصیحتیں کیں، تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ پھر وہاں سے امیر محترم رام پکھم کے لیے روانہ ہوئے، جو آندھرا کے علاقے میں پڑتا ہے۔ یہ امیر محترم کے سفر کی روداد تھی۔

یہ دورہ کافی نتیجہ خیز رہا۔ احباب جماعت کی رگوں میں ایک نئے سرے سے ہمت اور استقلال اور عزم کے ساتھ اس عقیدے کو لوگوں تک پھیلانے کا جذبہ پیدا ہوا، افسردگی دور ہوئی اور ایک طرح سے جوش وخروش رگوں میں دوڑ پڑا۔ اللہ تعالی سے ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی اس تڑپ اور اس لگن کو ہمارے دلوں میں جگائے رکھے کہ ہم مسلسل جدوجہد کے ساتھ اس صحیح عقیدہ اور صحیح دین کو لوگوں میں

پھیلاتے رہیں اور لوگوں کو بتاتے رہیں، تاکہ ہم سب مل کر اللہ تعالی کی جنت کو حاصل کرسکیں اور میں آخر میں امیر محترم کا مشکور ہوں جنھوں نے اپنے مصروف ترین اوقات میں سے اپنا قیمتی وقت جنوبی ہند کے لئے نکالا اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اس طرح سے تشریف لاتے رہیں گے اور ہمیں یہ احساس دلاتے رہیں گے۔
جزاکم اللہ خیرا واحسن الجزا ☆☆

"Registered with the Registrar of Newspapers for India"
JARIDA TARJUMAN
(FORTNIGHTLY)
AHL-E-HADEES MANZIL, 4116, URDU BAZAR, JAMA MASJID, DELHI - 110006
PH. : 011 - 23273407, TELEFAX : 23246613

R.N.I. No-39374/80
REGD. DL(DG-11)/8064/2023-25
Licenced to Post Without Pre-payment in LPC, Delhi RMS Delhi-110006
Under U (C) - 277/2023-25
September 16-30-2025

Total Pages 32

Printed & Published by Mohammad Tahir, on behalf of Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind, and printed at M.S. Printers, A-145, Gali No.8, Chauhan Banghar, Seelampur and published from Ahle Hadees Manzil 4116, Urdu Bazar, Jama Masjid, Delhi-110006.
Editor. Md Khurshid Alam